رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (مسیح موعود علیہ السلام)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ۶۵)

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

جلد ۳ | ۱۹ و ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء | یکشنبہ و سہ شنبہ | مطابق ۹ و ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۳۸ و ۳۹

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ خاندان نبوت میں بھی خیریت ہے +

۱۷ ستمبر کو رات کے وقت شیخ علی محمد صاحب مہاجر ڈنگوی فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب بھی جنازہ غائب پڑھیں +

روانگی بعد نماز جمعہ میر محمد اسحٰق صاحب۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب اور مولوی قطب الدین صاحب حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ جماعت احمدیہ گورداسپور کے جلسہ پر لیکچروں کے لئے تشریف لے گئے۔ فی امان اللہ +

مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے روز شیخ یعقوب علی صاحب نے رسالہ متعلقہ

اخبار احمدیہ

احمدی احباب ہوشیار رہیں۔ ایک دوست آگاہ کرتے ہیں کہ کوئی نوجوان شخص میانہ قد۔ سانولا رنگ۔ قریباً گول چہرہ۔ آنکھیں ستدیر۔ ناک کسی قدر سیاہ اور اونچی اور دراز گشت کر رہا ہے اور اپنے تئیں احمدی ظاہر کرتا اور جھوٹ بولکر احمدی احباب کچھ نہ کچھ لے لیتا ہے وطن پوچھیں تو مختلف مقامات بتاتا ہے کبھی کریانوالہ کہیں شادیوال کسی کو ضلع گجرات۔ ضلع گوجرانوالہ کے بعض قصبات کا بھی نام لیتا ہے۔ اور کبھی تو حضرت مسیح موعودؑ۔ اور کبھی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے رشتہ داروں میں سے ہونے کا ادعا کرتا ہے اور اپنا نام بھی غلام رسول ظاہر کرتا ہے احباب اسکے دموں میں نہ آئیں۔

میدان جنگ سے برادر یعقوب خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں حضور کا خطبہ جمعہ مورخہ ۹ جولائی ۱۵ء جو لاہور میں ہوا نظر سے گذرا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ سلسلہ کا خود ہی حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ تیسرا موقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ نشانات دکھا کر اپنی قدرت او ہستی کا ثبوت دیا۔ اور اپنے پیارے مامور کی جماعت کا خود نگہبان رہا۔ منکران خلافت نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے کہ ضد اور تعصب میں یہانتک بڑھ گئے ہیں۔ کاش وہ حضرت کے اس خطبہ کو بھی غور سے پڑھتے اور اپنے شکوک رفع کر لیتے۔ نہ معلوم یہ لوگ دنیا کی کس ملامت سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی افترا پردازیوں سے محفوظ رکھے مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ جو حضرت کی غلامی کو اپنا فخر سمجھیں۔ نیز یہ کہ سب احمدی احباب میرے اہل و عیال کیلئے د...

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

رام گڑھ سے برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں. کہ میں مختلف عیوب میں پھنسا ہوا تھا جن سے نکلنا نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا. لیکن ایکدن میں نے ایک شخص کو دعا مانگتے دیکھا تو میرے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی. میں نے تضرع سے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ مولا مجھے سیدھی راہ بتا. دعا کے بعد اتفاق سے ایک احمدی دوست ہمارے گاؤں میں آ گئے اور باتیں کرنے لگے ان کی باتوں کا مجھ پر ایسا مقناطیسی اثر ہوا کہ میں نے بلاچون و چرا حضرت کی خدمت میں بیعت کے لئے چٹھی لکھدی یہ ہے میرے احمدی بننے کی کیفیت۔

جنازہ غائب ۔ چوہدری محمد علی صاحب ساکن جونڈہ ضلع سیالکوٹ کی والدہ فوت ہو گئی ہیں. انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

مونگ ضلع گجرات کی جماعت نے پچھلے دنوں جلسہ کے لئے حضرت کی خدمت میں درخواست کی تو اس وقت حضرت اقدس نے یہ جواب لکھا دیا تھا کہ ستمبر میں جلسہ کریں اب جماعت موصوفہ کی طلب اجازت پر حضور نے حسب وعدہ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کو جانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

کیمل لپور سے سید محمد اشرف صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا دیا ہے ۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے اور نیک اور متقی بنا دے اسلام کا خادم ہو احباب بھی اس کے لئے دعا کریں.

سکرنڈ (سندھ) سے برادر محمد پریل صاحب خبر دیتے ہیں کہ وہاں سلسلہ حقہ کی بہت مخالفت کیجاتی ہے بیہودگی صفت مولوی ملا نے لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونے سے بھی روکتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے

تترنڈہ سے غلام حسین صاحب تلا کمبوہ فضل الرحمن صاحب دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

فیروزپور سے منشی فرزند علی صاحب کا عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں بدیں گزارش پہنچا تھا. کہ یہاں مرد اور عورتوں میں روزانہ درس قرآن شریف کرنیکا ارادہ ہے اگر اجازت ہو تو اس کام کو شروع کیا جائے حضور نے لکھوایا بہت اچھی بات ہے. دوسرے احباب بھی اس طرف توجہ فرماویں۔

خبریں

جنگ غنیم کے طیاروں نے ۱۲- ستمبر کو پھر ایکدو دفعہ ہوائی تاخت کی اور کچھ بمب گرائے پہلی بار چند تاروں کے کھمبے گرنے اور شیشے ٹوٹنے کے سوا اور کوئی نقصان نہیں ہوا۔ دوسری تاخت میں ایک مکان کو ضرر پہنچا اور چار شخص مجروح ہوئے آخر دو برطانی بحری طیاروں نے اس کا تعاقب کر کے بھگا دیا اب لندن کی حفاظت کیلئے معقول انتظام کر دیا گیا ہے امیر البحر سر پرسی سکاٹ اس ڈیفنس کے انچارج مقرر ہوئے ہیں۔

بحری مراسلہ سرکاری مظہر ہے کہ ایک فرنچ آبدوز نے بحیرہ ایڈریاٹک میں آسٹریا کی تارپیڈو کشتیوں کے بیڑے پر حملہ کیا جس میں سے ایک کشتی ہمارے تارپیڈو کی مار سے غرق ہو گئی۔

مشرقی گلیشیا میں اخیر روسی حملہ بڑا خونریز تھا. اکثر دست بدست لڑائی ہوتی رہی. آخر افواج غنیم دریائے سرٹا کے قریب اپنے (پہلے سے تیار شدہ) مورچوں کی طرف ہٹ گئیں روسی دشمن کے طوفان آتشبار کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے. اور اسکو شمال کیجانب بھگا دیا بہت سے قیدی بھی گرفتار کئے. دریائے لو دسیرتھ پر دشمن نے روسی پیش قدمی کو روکنے کی غرض سے دھاوا کیا مگر ایک خونریز لڑائی کے بعد پھر شکست کھائی. عام طور پر اب اس میدان میں غنیم کا نقصان تو زیادہ ہو رہا ہے اور اس کے بالمقابل حاصل کچھ بھی نہیں۔ ڈونسک کے جنوب مغرب میں دشمن نے ایک سخت حملہ کیا اور بڑی خونریز لڑائی کے بعد ریلوے کا تار کاٹ دیا. ایک مقام پر غنیم کے دباؤ سے روسیوں کو پسپا بھی ہونا پڑا. اب اسے کمک بڑی بھاری پہنچ گئی ہے اور وہ سکیڈل کے مشرق میں شدید حملے کر رہا ہے. عقبی گارد کے حملوں میں روسی توپخانہ نے ہر جگہ بڑی مستعدی دکھلائی. اور روسیوں نے خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا. ایک سرکاری یادداشت سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسی توپخانہ نے غنیم کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں حتیٰ کہ خود جرمن نامہ نگار بھی روسی مقاومت کی سختی کا اعتراف کرتے ہیں. علاوہ ازیں اب طوفان باران نے دشمن کو مزید کمک پہنچنا بھی بند کر دیا ہے.

اطالوی معرکوں میں آسٹریا سپاہ اپنا گولہ بارود یونہی رائیگان کھو رہی ہے اس کے حملے عموماً بے نتیجہ ہوتے ہیں. ۱۲- کی شب کو اس نے گوریزیا سے ایک مسلح ٹرین اطالوی خندقوں پر دھاوا کرنیکی غرض سے بھیجی تھی. مگر اطالویوں نے پہاڑی توپخانہ کی مدد سے غنیم کو مار ہٹایا۔

مغربی میدان کارزار میں بھی فرنچ توپخانوں کو پے درپے کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ لارین میں غنیم کی خندقیں تباہ کر دیں۔ دریائے یسر برنیز ار اس کے شمال و جنوب میں گولہ باری جاری ہے۔ شامپین آرگون وغیرہ میں توپوں اور بمب گولوں سے خوب زور کی لڑائی ہوئی ۱۹۔ فرنچ طیاروں نے مقام ٹریوس پر سو بمب گرائے ۵۸ بمب دو اور مقامات پر بھی گرائے۔

شملہ ۔ ۱۴- ستمبر۔ جناب وزیر ہند کے پیغامات تار بنام حضور وائسرائے کا خلاصہ یہ ہے۔

جنوبی علاقہ گلیشیا میں روسیوں نے اپنے جوابی حملوں سے آسٹرو جرمن پیشقدمی روک دی ہے علاقہ ریگا و فریڈرکسٹاٹ میں چھوٹے چھوٹے دستوں کی جھڑپ ہوئی۔ روسیوں نے پھر جارحانہ کاروائی شروع کر دی ہے غنیم بھی تین طرف حملے کر رہا ہے ۔ ایکطرف روسی پیچھے ہٹ گئے ہیں. جرمنوں کو زبردست کمک پہنچ گئی ہے اور آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ ویلنا ڈوینسک ریلوے پر بھی حملہ کی ٹھان رہے ہیں۔ باوجودیکہ جرمن ناخنوں تک زور لگا کر حملہ آور ہیں. پھر بھی روسی انکو روکے ہوئے ہیں۔ گراڈنو کے جنوب مشرق کیطرف علاقہ سکیڈل میں نہایت شدید لڑائی ہوئی۔ اسیران جنگ کا بیان ہے کہ پچھلے حملہ میں جرمن بہت ہی تھک گئے ہیں. ادھر روسیوں نے دریائے نیمن کے محاذ سے ذرا پیچھے ہٹ آنیکا عزم مصمم کر لیا ہے مگر غنیم کی پیش قدمی کو برابر روکتے رہینگے۔ دریائے ذیلولا سکا کی وادی میں دشمن نے جان توڑ حملے کئے ۔ اور بقول خود اسکو عبور کر گیا ہے. پینسک

(باقی دیکھو صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء

حقیقت بے نقاب

ہو کے رہتی ہے ۔ چنانچہ ہوگئی

خلافت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتحیہ) خدا کے فضل اور رحم سے ایک حق ہے اور بیشمار دلائل قویہ اسکی تائید میں پیش کئے جا چکے ہیں یہاں اسکی تفصیل کا نہ موقعہ ہے نہ گنجائش۔ لیکن منکرانِ خلافت نے اُسے ایک کمزور سا پیالا سمجھ کر شروع سے اب تک طرح طرح سے توڑنا چاہا۔ اور ہر جگہ ہیں ناکام و نامراد رہنے کے باوجود اپنی فطرت بہانہ جو تا دم تحریر شیوۂ عذر تراشی سے نہیں شرمائی اگرچہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کیوں نہو۔ اول اول تو نفس خلافت ہی کو دور از کار قرار دیا۔ اسمیں حامیانِ حق کے دندان شکن جوابوں سے عاجز آگئے تو پھر ایک چھوڑ چار چار خلیفوں کا تقرر ضروری بتلایا۔ مگر یہ بازیچۂ اطفال بھی راست نہ آیا۔ بھلا جس منصوبہ کو خدا ہی مٹانا چاہے وہ کیسے سرسبز ہو سکتا ہے ؟ ۔ تو المرء یقیس علیٰ نفسہ" حضرت خلیفہ برحق (ایدہ اللہ) کے انتخاب کیا یک منصوبۂ دیرینہ کا نتیجہ بتلا کر بدنام کرنے لگے۔ مگر چاند پر تھوکا ہوا اپنے ہی منہ پر گرا کرتا ہے جیسے خدائے بصیر وقدیر نے انکے اس دجل کو بھی پاش پاش کردیا تو جنازۂ نحو احمدی۔ مسئلہ کفر و اسلام بحث نبوت وغیرہ وغیرہ نت نئی وجوہ اختلاف گھڑ گھڑ کر جہالت مٹانے لگے۔ "الغریق یتشبث بالحشیش" ڈوبتا ہوا تنکے کا بھی سہارا ڈھونڈا کرتا ہے یہ تو بھلا پھر بھی کچھ جاندار حیلے تھے۔ کیونکہ آخر مستقل بحثیں ہیں اور انمیں طرفین کو بہت کچھ قیل و قال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ حق بفضلہ تعالےٰ کیا بلحاظ دلائل اور کیا بروئے واقعات خلافت ہی کی طرف ہے لہٰذا یہ چال بھی خائب و خاسر رہی اور اب صرف حق پوشی و خود فراموشی بلکہ خدا فراموشی و ناحق کوشی۔ سفلا ظی و افترا پردازی۔ سخن پروری و زبان درازی پر غریبوں کا گزارہ رہ گیا ہے یہ شیوۂ ناروا شروع سے بھی انکا ایک بڑا سہارا رہا مگر اب تو لے دیکے اسی کا آسرا ہے۔ دیکھئے کب تک اور ساتھ دیتا ہے۔ شومئی قسمت سے ترقی معکوس کرنے کرتے ابتدا میں زعم خود ۱۹/۲۰ تھے تو اب ۱/۲ بھی امید نہیں کہ باقی بچے ہوں + ہم تو بفضل خدا پہلے ہی جانتے تھے کہ خلافتِ حقہ کے مقابلہ میں یہ گرگٹ کے سے رنگ بدلے جا رہے ہیں ضرور اس پردہ میں کوئی اور ہی سپرٹ کام کر رہی ہے بلکہ ہمارا جاننا نہ جاننا تو الگ رہا۔ خود واقعات ہی انکے بطون کی پردہ دری بار بار علی الروس الاشہاد کر چکے تھے۔ یہ مجاہدات ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضہ کی شفقت و رافت نے ہر دفعہ زبان حال و قال سے ؎

باز آ باز آ ز آنچہ ہستی باز آ

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

کا موقعہ دیا۔ اور معاملہ رفع دفع ہوتا رہا۔ لیکن انحراف پسند فطرتوں کو کب چین پڑ سکتا تھا جبتک کہ روح مجروح کو اسکے مناسب حال غذا مرغوب نہ ملے اور علائے اصلی حاصل نہو۔ آخر حضرت مولوی صاحبؓ کی آنکھ بند ہوتے ہی کھل کھیلے۔ پھر جو کچھ ہوا سب کو معلوم ہے مگر اس آرٹیکل میں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے اور منکرانِ خلافت کے مابین بنائے فساد یا سبب نزاع دراصل کوئی اصولی اختلاف یا علمی و دینی مسائل نہیں بلکہ ذاتی کاوش اور نفسانی جوش و انانیت پر اس تمام نزاع کا دار و مدار ہے جس نے عدوئے خلافت کو آج تک چین سے نہیں بیٹھنے دیا +

ہم شروع میں عرض کر آئے ہیں کہ حقیقت کسی کے چھپائے چھپا نہیں کرتی وہ ضرور آخر کار آشکار ہو کے رہتی ہے جیسا کہ اس وقت تک بفضل خدا کئی طرح اُس پر سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ اور آج الحمد للہ کہ اسکے چہرہ کو صاف صاف دکھلا دینے والا ایک امر زبردست ذریعہ محض فضل ربی سے ہمارے ہاتھ آیا ہے +

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں منکرانِ خلافت نے حضرت خلیفہ اول رضہ کے ایک خط (بنام خواجہ کمال الدین) کا عکس اُنکے بکثرت شائع کیا تھا۔ جس سے ان کا مدعا یہ ثابت کرنا تھا کہ جناب مغفور کے نزدیک حضرت خلیفہ ثانی معاذ اللہ نالائق بے وجہ جوشیلے اور اسی وجہ سے خلافت کے لئے ناموزون نااہل وغیر مستحق تھے۔ اگرچہ اسی قسم ہفوات کی نہایت معقول و محققانہ دندان شکن تردید انہی دنوں پیسہ اخبار نیز علیحدہ اشتہار کے ذریعے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ کی طرف سے کر دیگئی تھی۔ لیکن آج جب خدا خود ایک اور کاری حربہ اعدائے حق کی سرکوبی کے لئے ہمیں غیب سے عطا فرماتا ہے تو کیوں نہ ہم اسے بھی کام میں لیں ؟ چنانچہ اشاعت ہذا کے بہرہ مراسلات میں مفتی صاحب کا مضمون بعنوان "اختلاف کا اصلی سبب" ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جسکے ساتھ حضرت خلیفہ اولؓ کی چٹھی بھی نقل مطابق اصل دیگئی ہے +

اس مضمون اور خصوصاً محولہ چٹھی سے ناظرین کو بہت سی باتیں معلوم ہونگی جو صاف و صریح طور پر انکشاف حقیقت میں مدد دیتی ہیں۔ از انجملہ چند باتیں ہم بھی انکی سہولت و رہنمائی کے لئے یہاں نوٹ کئے دیتے ہیں :-

اول حضرت مولوی صاحبؓ کے جن الفاظ کو منکرانِ خلافت نے اپنی تائید میں پیش کیا تھا بالکل ویسے ہی لفظ اس تازہ چٹھی میں بھی موجود ہیں اور ان کا مطلب بلا ریب و شک بڑی صفائی سے ان حضرات کے اپنے شیوۂ ناروا کی **قلعی** کھول رہا اور حضرت میاں صاحب کی بریت ظاہر کر رہا ہے۔ یعنی حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے مولینا مغفورؓ کے طرز تحریر کی نسبت جو استدلال اپنے مضمون محولہ بالا میں کیا۔ اسکی حرف بحرف تصدیق و تائید اس چٹھی سے ہوتی ہے + **دوم** چٹھی زبانِ حال سے پکار پکار کر بتلا رہی ہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ کے نزدیک حضرت میاں صاحب ہی آیندہ **خلیفہ** ہونیوالے تھے۔ **سوم** ان حضرات کیطرف سے جو آج مولوی صاحب کو مہدی کہتے ہیں۔ ۸ مئی تک انکی مخالفت نافرمانی و ناقدری ہوتی رہی اور مولینا ممدوح انکے طرز عمل سے سخت **بیزار** اور انکی ملی بھگت کے شاکی تھے۔ **چہارم** - یہ لوگ تمام کاروبار کے ٹھیکہ دار اور ایک دوسرے کے بہر حال حامی کار و پردہ دار تھے اور مولینا کی وفات پر یہ طلسم ٹوٹتا دیکھ کر ہی سارے کے سارے ایک طے شدہ یکرنگی و ہم آہنگی کے اصول پر الگ ہو گئے اور سلسلہ کی تمام مرکزی برکات و فوائد اور اصول و مقاصد کو نفسانی اغراض پہ سے قربان کر دیا۔ **پنجم** حضرت میاں صاحب اس ناحق کوش جتھے کے مکروہ و نامبارک رویہ اور گستاخانہ برتاؤ سے متنفر ہو کر انجمن کے جلسوں میں جانے سے رک گئے تھے۔ **ششم** منکرانِ خلافت اپنے جتھے کے گھمنڈ میں حضرت میاں صاحب کو اظہار حق سے روکتے اور گلا دباتے تھے۔ **ہفتم** مولینا کی ملامت اور عتاب و خطاب کے مستوجب یہی لوگ تھے نہ کہ حضرت میاں صاحب ایدہ اللہ جنہوں نے بطور آشتی پسندی و دفع شر جلسوں میں جانا چھوڑ دیا تھا مگر مولینا نے پھر جانے کو فرمایا تو فرمانبرداری و تعمیل ارشاد کا نمونہ سعادتمندانہ دکھلایا۔ برخلاف ازیں یہ لوگ مرشد کی تاکیدی ہدایت و نصیحت بھی اس کان سنکر اس کان سے نکال دیا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آخر انہی کھیتوں سے آج یہ پھل پایا ہے ہیں ازیں شور انده وازاں شور مانده ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہوئے +

اختلاف کا اصلی سبب

جو اصحاب حقیقت حال سے آگاہ ہیں وہ اسباب کو بخوبی جانتے ہیں کہ خلافت ثانیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اختلاف کرنے والوں کو در اصل ایک عرصہ سے اہلبیت مسیح موعودؑ کے ساتھ کچھ کشیدگی چلی آتی تھی۔ اور وہی کشیدگی بالآخر اس بات کا موجب ہوئی کہ بانیانِ اختلاف حضرت **محمود احمد** ایدہ اللہ تعالےٰ کو خلیفہ بنتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ اتنی تو ان میں طاقت نہ تھی کہ تائید و مشیت ایزدی کے مقابلہ میں کامیاب ہوتے اور اس امر خلافت کو روک سکتے۔ پس وہ علیحدہ ہو گئے اور علیحدگی کو اہمیت دینے کی کوشش میں مسائل **کفر و اسلام و نبوت** مسیح موعودؑ وغیرہ پر زور دینے لگے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جلد ہی جناب مولوی محمد علی صاحب کو پہلے اپنی بیوی کی علالت اور وفات کے وقت اور پھر حضرتؑ کے مکان سے ان کے علیحدہ کئے جانے کے سبب اور ساتھ ہی حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے بعض اعتراضات کے سبب جو مولوی صاحب کے عمارتی کام پر ہوئے تھے دن بدن رنج بڑھتا گیا اور جب خواجہ صاحب نے اپنے لیکچروں میں احمدیت کے ذکر کو چھوڑا۔ اور غیر احمدیوں کی تعریفوں سے خوش ہو کر اُن کے پیچھے نماز کے جواز کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل سے چاہی - اور غیر احمدیوں کے اسلام کا اعلان و اشتہار دیا۔ تو حضرت اولو العزم میاں محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے خواجہ صاحب کے اس طرز کو ناپسند کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح (رضی اللہ عنہ) کی اجازت سے اُن کے خلاف بدر میں مضمون لکھا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی رنجش کے سبب جو انھیں اہلبیت کے ساتھ تھی خواجہ صاحب کی رفاقت کا سہارا تلاش کرتے ہوئے انکی حمایت کی ۔ ڈاکٹرین اور شیخ صاحب اپنی سادگی کے سبب خواجہ صاحب کی مدح سرائی و خوشامد میں بہک گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایک پارٹی بن گئی۔ اور انھوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب ایدہ اللہ کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ اور صدر انجمن میں جس کے حضرت صاحبزادہ صاحب پریزیڈنٹ تھے انکی بے ادبی شروع کر دی۔ چنانچہ اسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (رضی اللہ عنہ) کے ایک خط کا اقتباس ہم درج ذیل کرتے ہیں جو حضور علیہ الرحمتہ نے لکھا کر خواجہ صاحب کو ولایت بھیجا تھا۔ اور اُسکی نقل اُسی وقت مُنشی برافتخار احمد صاحب سے کرالی تھی :-

۶- مئی ۱۹۱۳ء

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) جس خط کا جواب شروع کیا ہے اسپر تاریخ نہیں۔ تعجب ۔

(۲) تار مُجھے دیا۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ۔ ہمیشہ یاد ہے۔ جان سے اتنا کام لو جسمیں بیمار و ہلاکت سے بچو۔ حفظ دین۔ ۲ حفظ جان۔ ۳ حفظ عقل۔ ۴ حفظ عزت ۵ حفظ مال۔ ۶ حفظ نسل۔ اسلام کے ستہ ضروریہ ہیں ۔

(۳) ظفر اللہ کو خط لکھا ہے مگر وہ اتنا واقف نہیں ۔

(۴) مکرم مولوی محمد علی صاحب کہتے تھے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب ستمبر میں جا سکینگے میں انکے ساتھ جاؤنگا ۔

(۵) میں نے جہاں تک غور کیا ہے مسیحیت کی بنا کسی کتاب پر نہیں۔ پولیس (پال) توریت کو طعنہ کیا ہے اور جس انجیل کا ذکر وہ خطوں میں کرتا ہے وہ کسی کے پاس نہیں۔ صرف ایک بشارت پر جو اُسنے کفارہ میں کی ہے ۔

ایک میری پُرانی یادداشت ہے اسکے صفحات کی نقل مرسل خدمت ہے۔ ایک مضمون ایک انجمن میں بصدارت نورالدین پیش ہوا اسپر رائے زنی ہو۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ اسپر کیا لکھوں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ ہی توفیق دے۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

آپ کو معلوم ہے ہمہ یاراں بہشت ایک مثل ہے مکرم میاں **محمود احمد** سے تو ان کو مناسبت نہیں ہمیشہ انکی تحقیر انکے مدنظر ہے۔ نواب صاحب میر ناصر نواب بھی میاں محمود سے زیادہ معیوب ہیں گویا انجمن نام ہے۔ شیخ صاحب رحمت اللہ۔ عزیز ان محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر۔ یہ پانچ کورم پورا ہوا۔ جو چاہیں کریں۔ پہلے محمود کو جب سخت سُست کہا وہ رک گیا مگر مدت کے بعد اسکو سمجھایا کہ اب غالباً سرد ہو گئے ہونگے۔ آپ جایا کریں۔ وہ گئے۔ کسی معاملہ پر ایک نے کہا۔ آپ صدر الدین کے معاملہ میں ہرگز نہ بولا کرو۔ اسپر محمود نے مجھے رنج آلودہ خط لکھا جسپر میں نے ملامت اور نصیحت لکھکر ڈاکٹروں کو دیدیا۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کو تحریرًا لکھا مگر کچھ جواب نہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے مرنے پر ان کو ضرور وقت پیش آئے گی اگر اصلاح نہ ہوئی۔ افسوس ۔

مجھے محمد اقبال ڈاکٹر نے میرے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا۔ ڈربیر مرگیا۔ اس کا فلسفہ بھی مرگیا۔ یورپ ہر روز نئے فلسفہ کا دلدادہ ہے۔ میرے دل میں آیا یہ کیا بات ہے۔ ظہر کا وضو کرنے لگا القا ہوا۔ انسان ہر انسان فنا ہوتا ہے اور نیا بنتا ہے۔ کیا یہ انسان لغو ہے ہرگز نہیں۔ پھر القا ہوا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ تبدیل ہمارا اپنا فعل ہے اور ایک حکمت پر مبنی ہے حق کو آ رہے ہیں ۔

نورالدین

امید ہے کہ یہ خط اصل خواجہ صاحب کے پاس ہوگا۔ اگر نہ ہو یا وہ اسکے ہونے سے انکاری ہوں تو آجکل وہ قسمیں کھانے کھلانے پر بہت آمادہ ہیں ہی۔ اس بارہ بھی وہ قسم کھالیں کہ ایسا کوئی خط حضرت خلیفہ اوّل نے ان کو نہیں لکھا تھا۔ اور ان کے بالمقابل عاجز بھی قسم کھائے گا۔ کہ حضرت نے ضرور لکھا تھا۔ اس خط میں حضرت خلیفۃ المسیح نے **پیشگوئی** کی ہے کہ اگر مولوی محمد علی اور ڈاکٹرین نے اصلاح نہ کی تو میرے مرنے پر انکو ضرور دقت پیش آئے گی۔ اور خط کا مضمون بتلا رہا ہے کہ اصلاح سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب کی مخالفت چھوڑ دیں اور ان کے ساتھ مخلصانہ تعلقات پیدا کریں۔ اور خلافت ثانیہ کے قبول کرنے میں انھیں کوئی انقباض و حجاب مانع نہ رہے۔ افسوس! حضرت ممدوح کی نصیحت پر ان لوگوں نے عمل نہ کیا۔ اور آج اس مصیبت میں پڑے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ تمام سلسلوں سے نہ صرف قطع تعلق کرتے ہیں بلکہ ہر طرح ان کی مخالفت میں بھی [illegible] کر رہے ہیں۔ عاجز **محمد صادق** عفا اللہ عنہ ۔

دینکی تخریب میں اے خود غرض ساعی نہو

آنکھ میں دلبر کی جس دل نے جگہ پائی نہ ہو
یاس وحسرت کی گھٹا اس دل پہ کیوں چھائی نہو؟
سیر گلشن کی تمنا بس اسی کے دل میں ہو
کوچۂ دلدار کی جس نے ہوا کھائی نہ ہو
غیر سے جویانِ اُلفت کون ہو اِس کے سِوا
جسکی خویش و اقربا میں بات بن آئی نہو
حُسن کامل گر نہو دلبر میں وہ دلبر ہی کیا
شرطِ اُلفت ہے مگر عاشق بھی ہرجائی نہو
راہ پیمائی ہے شایاں جذبۂ دلدار میں
نفس دُوں کے واسطے یُوں ہرزہ پیمائی نہو
تواجگی خواجہ کی شیخی شیخ کی بھی دیکھ لی
ہے وہ انساں جس میں یکرنگی ہو رعنائی نہو
کوچۂ دلدار کو جو چھوڑ بیٹھا مرد دُوں
زُمرۂ عُشاق میں کیوں اُسکی رُسوائی نہو
حیف ہے اُس بے حیا کی زندگی صد حیف ہے
بے وفا بن کر بھی جس کی آنکھ شرمائی نہو
عشق کی منزل میں جو ہو سُست پیچھے ہے کھڑا عجب
لذتِ وصلِ حبیب اُس نے کبھی پائی نہو
صحبتِ مردانِ حق سے بس وہی ہو فیضیاب
خود فراموشی ہو جس کے سر میں خودرائی نہو
زیورِ علم و عمل ہی زینت اِنسان ہے
گو گلے میں اِس کے کالر اور نکٹائی نہو
ہے وہی بندہ خدا کا جو ہے عاجز سدا
ہو کے برنا و توانا زورِ برنائی نہ ہو
در پئے غولِ بیاباں ہو جو خضرِ رہ کو چھوڑ
بدنصیبوں میں نظیر اس کی کہیں پائی نہو
سمجھے جو لاہور کو جُوں خاکِ پاکِ قادیاں
عرصہ عالم میں اس جیسا بھی سودائی نہو
دعویٔ گویائی پر اس مُیّت کے حیرت کیوں نہو
جسکو قدرت سے ملا کچھ وصف گویائی نہو

ہاتھ ہے فضل خدا کا سر پہ جب محمودؓ کے
دشمن فضل عمرؓ نے مُنہ کی کیوں کھائی نہو

خاکسار۔ اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر
مڈل سکول رام نگر ضلع گوجرانوالہ

وما ارسلنا من رسولٍ الا بلسانِ قومہٖ

حکیم مرہم عیسےٰ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے بایں دلیل کہ قرآن مجید میں ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ آیا ہے۔ چونکہ حضرت اقدس کو صرف پنجابی ہی میں الہام نہیں ہوئے اس لئے وہ رسول نہیں۔ اس کا جواب خواجہ نے اپنے مضمون مندرجہ پیغام ۵ ستمبر میں خود ہی دیدیا ہے:۔

جب قرآن کریم کی حقانیت پر ایک یہ حملہ بھی ہوا کہ جب قرآن نے "وما ارسلنا من رسولٍ الا بلسان قومہ (کسی قوم کا رسول اس قوم کی زبان ہی میں آیا کرتا ہے) کا اصول باندھکر اپنی تعلیم کو عرب تک ہی محدود و مختص کردیا تو پھر اس کتاب نے غیر عربی زبانیں بولنے والی اقوام کو کیوں اپنے دائرہ اصلاح میں لے لیا۔ اور مخاطب کل اہلِ دُنیا کو بنایا۔ یہ ایک صریح تناقض تھا ×××× اب اگر یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ عربی زبان کل زبانوں کی ماخذ ہے تو پھر کل اقوام عالم کی زبانیں عربی یا عربی کی بگڑی ہوئی صورت ٹھہر جاتی ہیں اور اس طرح قرآن کریم گویا اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اپنی اصلی شکل وصورت میں کل انسانوں کی مشترک زبان ہے اور اسی طرح اعتراض بالا رفع ہوجاتا ہے:

مرہم عیسےٰ اور انکے ہم خیال بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح موعود کو کیوں **عربی زبان** میں الہام ہوا یعنی اس لئے کہ مسیح موعودؑ کی **قوم** جسکی طرف وہ مبعوث ہوئے اور جیسا کہ الہام "وہ کل دُنیا کے لئے ایک" ہے ثابت ہے۔ تمام اقوام عالم ہیں۔ اور اقوام عالم کی مشترکہ زبان ام الالسنہ **عربی** ہے پس آخری زمانے کے رسول کو بیشتر حصہ عربی ہی میں الہام ہونا چاہیئے تھا کیونکہ اسکی امت دعوت تمام اقوام عالم ہیں اور اس کا سرچشمۂ فیض وہ تہامی نبی تھا۔ جسکی زبان عربی تھی پس ام القریٰ اور وہاں کی زبان میں الہام کا نازل ہونا گویا کل امصار و دیار دنیا کی زبان میں نازل ہونا ہے۔ پھر باوجود اس کے آپ کو فارسی۔ پنجابی۔ اردو۔ انگریزی میں اس لئے الہام ہوئے کہ جس طرح رسول اللہ صلعم ساری دنیا کے لئے بھیجے گئے اور وہ ساری دُنیا آپ کی قوم کہلائی۔ اسی طرح بتسلیم خواجہ صاحب انگریزی۔ پنجابی۔ فارسی بولنے والی قومیں بھی حضرت اقدس کی قوم میں شامل ہیں کیونکہ آپ انکی طرف مبعوث ہوئے پس انگریزی فارسی میں الہام ہونا آپ کی رسالت کے منافی نہیں کیونکہ ان زبانوں والے **قومہ** میں داخل ہیں۔ اگر کہو کہ پھر چینی یا جاپانی میں الہام کیوں نہ ہوا تو اس کا جواب ہوچکا کہ عربی ام الالسنہ ہے اسمیں الہام ہونا تمام زبانوں میں الہام ہونے کے قائمقام ہے:

(اکمل)

"وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

معزز ناظرین وہ کلمہ الہیہ جسے خدائے غیور کی رحمت نے اپنے کلام مجید سے بھیجا ہے اپنے ساتھ اپنی صداقت کے بڑے بڑے نشان رکھتا ہے خدا نے اسمیں اپنی رُوح ڈالی۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے وہ دُنیا میں آیا اور اس نے اپنے مسیحی نفس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کیا۔ رُوحانی بیماریوں سے صاف کرنے کے بہت سے زندہ گواہ موجود ہیں۔ مگر جسمانی بیماریوں سے پاک کرنے کے بھی گواہ کم نہیں۔ کئی مایوس العلاج سخت امراض میں گرفتار۔ جب آستانۂ خلافت پر گرے تو خدا نے اپنے فضل اور رحم سے ان کو صحت عطا کی۔ ابھی پچھلے دنوں کا ذکر ہے جب طاعون سخت زوروں پر تھا۔ بعض قریب بمرگ مریضوں کے خطوط آئے کہ بس چند گھنٹوں کی بات ہے اور ع

جیسے سب جانتے ہے اک حضرت تواب ہے

آخر اللہ نے رحم کیا اور مردے زندہ ہوئے برادر فضل کریم صاحب قلعہ

صوبہ سرحد کے بہت سے خطوط میں نے اس امر کی شہادت کے لئے جمع کئے ہوئے تھے۔ اور وہ ابھی ایسی فہرست دے سکتے ہیں اس کے علاوہ بہت سے علاقوں میں ایسے صحت یاب ہیں جو پہلے مریض تھے ایسے مریض کہ ظاہری علاجوں سے مایوس ہو چکے تھے آخر خدا نے حضرت کلمۃ اللہ کی دعا سے ان کو صحت بخشی۔ تازہ شہادت ایک چٹھی ہے جس کے بھیجنے والے نے تین ماہ قبل اپنی حالت لکھی تھی۔ کہ وہ دمہ (ضیق النفس) سے سخت لاچار ہے اور بہت علاج کر چکا۔ مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ حضور دعاء صحت فرمائیں اس کے بعد اس نے متواتر دو ماہ ہر روز ایک خط لکھنا شروع کیا۔ آخر آج اس کا یہ خط آیا جو درج ذیل ہے۔ و فیہ آیات للمتوسمین۔ (اکمل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

قبلہ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خاکسار جو کو نہ دکی کی بیماری سے سخت بیمار تھا۔ اور مجھے کوئی دوائی کارگر ہوتی تھی حضور کی دعا سے جسکی میں نے متواتر درخواستیں بھیجی تھیں۔ بالکل شفایاب اور تندرست ہو گیا ہے۔ اور میری شادی بھی ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ ثم الحمد للہ والشکر للہ +

(مولاداد احمدی زمیندار۔ گولیکی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو (حیدرآباد دکن میں) حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب قبلہ نے ۲۲۔ شوال ۱۳۳۳ھ کو فرمایا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ پ ۳ رکوع ۱۶

جب اللہ تعالےٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا۔ (النبیین میں سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔ کوئی نبی بھی مستثنےٰ نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور حکمت دوں (یعنے کتاب سے مراد توریت و قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو ان سب چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں (یعنے وہ رسول مسیح موعود ہے۔ جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں) لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ میں جو نون ثقیلہ ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سخت تاکید کے معنوں میں آتا ہے یعنے اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اسکی مدد فرض سمجھنا۔ (جب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جملاً حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا اور اسکی نصرت کرنا فرض ہوا۔ تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں) ارشاد ہوا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس میرے تاکیدِ عہد پر قائم ہو۔ انھوں نے عرض کی ہم سب اقرار کرتے ہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ اپنے اقرار پر شاہد ہو۔ (اور دیکھو تم میرے حضور اس اقرار کے شاہد ہو چکے) پس میں بھی تمہاری اس شہادت کا گواہ ہوں۔ یہ قرآن کریم کی آیت ہے جس کا ترجمہ اور مطلب میں نے بیان کیا ہے۔ اور یہ اس لئے میں نے پڑھا ہے کہ کل خواجہ کمال الدین صاحب کا خط مجھے ملا جسمیں انھوں نے مجھ سے بھی شہادت طلب کی ہے۔ پس مجھ پر ضروری تھا کہ میں اس شہادت کو اپنی جماعت کے روبرو ادا کروں تاکہ آپ لوگوں کو بھی اس کا علم ہو جاوے۔ کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے حضور بھی جاکر یہی شہادت دینی ہے۔ اور یہ کہ آپ لوگوں کو جو میرے ساتھ دینی تعلق رکھتے ہیں۔ میرے عقیدے کے متعلق بے علمی کا عذر نہ رہے ۔

سو اس شہادت کے ادا کرنے کے لئے میں نے یہ خطبہ پڑھا۔ میرا عقیدہ ابتدا سے بھی یہی تھا اور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے رسول اور نبی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے لیکن وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں میں نے اپنی کتاب **انوار اللہ** میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ و حضرت عیسےٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہیں لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔ یَحْکُمُ بِہَا النَّبِیُّوْنَ اسی پر شاہد ہے حضرت مسیح موعودؑ کوئی فرضی۔ وہمی خیالی۔ شکی و مجازی نبی نہیں ہیں۔ ایسا ماننے والوں کو میں منکر حق اور کافر حق جانتا ہوں۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھکر فرمایا کہ "آپنے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے"۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قسم کھاکر یہ بیان فرماتے ہوئے میں نے خود قادیان میں حاضر ہو کر کئی بار سنا ہے کہ "میں اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف کی وحی پر"

میری یہ شہادت اسوقت کی نہ سمجھی جائے بلکہ میں اپنی کتاب **انوار اللہ** میں اور تشریح ازالۃ الاوہام میں یہ عقیدہ شائع کر چکا ہوں۔ جسکو شک ہو۔ کتاب موجود ہے خود پڑھ لے۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا "ھو افضل من بعض الانبیاء یعنے وہ تو بعض انبیا سے بھی افضل ہے۔ اور میرے نزدیک سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء۔ اور کہ سے

جان من در جان احمد شد پدید
اسم من گردید اسم آن وحید

سب انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے + اور نکاح کے بارے میں اور نماز غیر احمدیوں کے ساتھ پڑھنے میں میں نے خود حضور علیہ السلام سے تاکیدی حکم سنے ہیں کہ غیر احمدیوں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھو۔ اور ان کو اپنی لڑکیاں نکاح میں نہ دو اور نہ غیر احمدیوں کے نماز جنازہ سے تعلق رکھو۔ یہی میں نے حضرت سے سنا۔ اور پایا اور یہی میرا اعتقاد حضرت کے وقت سے ہے۔ پس ہماری جماعت کو یہی عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ مفسدوں کے شر سے بچائے۔ آمین۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ۔ انک (آل عمران ع ۱)

اعتذار و اطلاع

اخبار کا کاغذ ختم ہو جانے اور خلاف توقع تاخیر سے پہنچنے کے سبب ۱۹۔ستمبر کا پرچہ افسوس کہ وقت پر شائع نہ ہو سکا اس واسطے ۱۹ و ۲۱ ستمبر کا ڈبل شو نکالا جاتا ہے۔ اسے ۳۲ و ۳۳ دونو نمبروں کا قائم مقام سمجھنا چاہیئے (منیجر)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے دو مطالبوں کا جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے کہ مامور وہ ہوتا ہے جو جھوٹ نہ بولے اور مرزا صاحب کی زبان کذب سے محفوظ نہ تھی۔ پھر اس کے متعلق دو مثالیں دی ہیں۔

ایک یہ کہ رسالہ اعجاز احمدی میں میرے (ثناء اللہ کے) بارے میں لکھا ہے کہ تیرا مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے صـ۲۳ دوم یہ کہ اشتہار انعامی پانچسو روپیہ میں لکھا ہے۔ کہ مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدت سے چھپکر شائع ہو چکی ہے دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے۔ کہ ہم دونو سے جو جھوٹا ہے۔ وہ پہلے مریگا۔ مرزا صاحب کی تحریر اور مولوی غلام دستگیر کی کتاب دونو ہاتھ میں رکھکر مقابلہ کی جائیں۔ اگر ان کی مطابقت ہو جائے تو ہم (پانسو) انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

امر اول کے جواب میں واضح ہو۔ کہ

(۱) آپکو ھل تتهمونه بالكذب یاد ہو گا پس جو مخالف معاند ہے اس کا شیوہ ہی الزام لگانا ہے۔ عیسائی اور آریہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا کیا نہیں کہتے۔ پس اگر اس معیار پر آپ صداقت کا ثبوت چاہتے ہیں تو دعوے سے قبل کا کوئی واقعہ پیش کریں۔

(۲) فقرہ محولہ بالا میں "مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر" کے الفاظ ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس پر جزم نہیں ہے۔ آپ اپنا حلفیہ بیان شائع کر دیں کہ آپ جو باہر لیکچر دینے یا مباحثہ پر جاتے ہیں تو اپنی فیس نہیں لیتے۔

(۳) جب اس حصہ عبارت کی حضرت اقدس علیہ السلام اپنے اشتہار ۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء میں اصلاح فرما چکے ہیں۔ تو اب یہ عبارت زیر بحث نہیں آسکتی۔ چنانچہ حضور نے لکھا ہے۔

"اصلاح حسب منشاء کھلی چٹھی مولوی ثناء اللہ صاحب۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کفن وغیرہ کی آمدنی جو اس ملک میں اکثر ملاؤں کو ہوا کرتی ہے۔ کبھی انکو اس سے تعلق نہیں ہوا اور وہ اپنی تجارت سے گزارہ کرتے ہیں اس لئے ان کی ان ذاتیات سے بحث نہیں اور ہم قبول کرتے ہیں کہ ایسا ہو گا۔ یہ قول محض (اس بناء پر تھا کہ ہمارے ملک میں اکثر ملا ایسے پائے جاتے ہیں۔ کہ مسجدوں سے تعلق رکھتے اور ہمیشہ غسل اموات وجنازہ کرتے ہیں۔ اور اس کی آمدنی لیتے ہیں۔ اب جبکہ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔ سو ہم اپنی اس قدر تحریر کی اس اشتہار سے اصلاح کر دیتے ہیں۔ اور درحقیقت ہماری غرض اول سے الزام نہیں ہے۔ کیونکہ صدہا ملا اس ملک میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ کہ یہ خدمت غسل اموات وجنازہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ انکو بھی ہم برا نہیں کہتے کہ قدیم سے یہ کام چلا آتا ہے۔ کوئی انکو برا نہیں کہہ سکتا وہ سب اپنی اپنی جگہ پر عزت رکھتے ہیں"

اس میں حضرت اقدسؑ نے اپنی پوزیشن کو واضح کر دیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ یہ فقرہ کس بناء پر تھا۔ پس یہ کذب نہیں ہو سکتا۔ اجتہادی غلطی کو کبھی کسی نے جھوٹ نہیں کہا۔ خود معترض کے کلمات میں ایسی مثالیں مل سکتی ہیں۔

امر دوم کا جواب سنئے۔

(۱) مطابقت سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ یہی الفاظ جو حضرت صاحبؑ نے لکھے غلام دستگیر کی کتاب سے دکھائے جائیں۔ تو دوسرے الفاظ میں آپ کا یہ مطلب ہے کہ آپکے نزدیک (نعوذ باللہ) بہت سے صحابہ کرامؓ کذب سے ملوث تھے۔ کیونکہ روایت بالمعنی بھی وہ کرتے تھے۔ (۲) اگر روایت بالمعنی کا اصل درست ہے تو سنئے

جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر

مولف مجمع بحار الانوار کی دعا اور ہمت سے
اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت
کیا تھا ویسا ہی دعا و التجا اس فقیر قصوری کی ہے
مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو مورد
اس آیت قرآنی کا بنا فقطع دابر القوم الذین
ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

آپ کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جب دو شخص فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین کے مطابق۔ مباہلہ کرتے ہیں تو اس میں ہر ایک کا یہی یقین ہوتا ہے کہ کاذب دوسرا فریق ہے۔ یعنی مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ میرا مد مقابل کاذب ہے میری زندگی میں اس پر لعنت پڑے اور وہ ہلاک ہو جائے۔ باوجود اس مورد خاص کے علت عام ہی رہتی ہے یعنی جس میں کذب ہو گا وہی ہلاک ہو گا کیونکہ فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑا گیا ہے جو خوب جانتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔ اب اسی معیار کے مطابق غلام دستگیر کی دعا پر نظر کیجئے۔ اس نے پہلے مباہلہ کا ذکر کیا ہے کہ میں مرزا (حضرت صاحبؑ) کے ساتھ مباہلہ پر تیار تھا۔ چنانچہ لاہور تک گیا بھی۔ وہاں یہ معلوم کر کے مرکر مباہلہ سے پہلے اشتہار دینا چاہیئے۔ واپس آگیا۔ پھر یہ کتاب لکھی۔ اور اس میں دعا کی کہ جیسے ملا محمد طاہر کی دعا سے ایک مہدی کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا اسی طرح (خاکش بدہن) مرزا صاحب کا بیڑا غارت ہو۔ اور اخیر میں لکھا کہ اس آیت فرقانی فقطع دابر القوم الذین ظلموا کا مورد بنا۔ اب جیسے ایک شخص لعنة اللہ علی الکاذبین کہتا ہے اور اس کا یقین یہی ہوتا ہے۔ کہ الکاذبین کا مصداق میں نہیں ہوں۔ بلکہ میرا مد مقابل ہے اس لئے وہ یہی کہہ رہا ہوتا ہے کہ میں بچ جاؤنگا اور میرا مقابل مورد لعنت ہو گا۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ ہم میں سے جو کاذب ہے۔ وہ پہلے مریگا یا کسی اور طرح پر مورد لعنت ہو گا۔ اسی طرح الذین ظلموا کی جڑ کاٹی جائے" دعا ہے اور دعا کرنے والے کو یقین ہے کہ الذین ظلموا کا مصداق میرا مد مقابل ہے۔ پس نہیں ہیں وہ یقیناً یہی کہہ رہا ہے جو حضرت اقدسؑ نے اشتہار انعامی پانسو میں اس کی طرف منسوب کیا۔ یعنی یہ کہ

* (اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے)

مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مریگا اور ضرور ہم سے پہلے مریگا کیونکہ کاذب ہے۔

یا یہ کہ

ہم دونوں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔

کیونکہ الذین ظلموا کا مصداق گو اس کے عقیدہ کے مطابق اس کا مدمقابل ہے۔ اور اس لئے اس نے انہی الفاظ میں دعا کرنی ہے کہ میرے مخالف کو ہلاک کر مگر آیت میں جو علت ہے یعنی ظلم وہ عام ہے پس جیسے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتے ہوئے ایک شخص کی التجا تو یہی ہوگی۔ کہ میرا مدمقابل کاذب ہے اسے ہلاک کر اور مجھے زندہ رکھ مگر آیت میں علت عام ہونے کے لحاظ سے مقصد یہی ہے کہ ہم دونوں سے عند اللہ جو کاذب ہے وہ ہلاک ہو۔ ایسے ہی یہاں دعا تو غلام دستگیر کی یہ ہے اور یہی اسکے اعتقاد کے مطابق ہونی چاہئیے تھی کہ مدمقابل ہلاک ہو۔ مگر آیت الذین ظلموا کا مورد بنا کہ کر اس نے یہی کہا۔ کہ ہم دونوں سے جو ظالم (جھوٹا) ہے وہ ہلاک ہو۔ اور جب وہ الذین ظلموا کی جڑیں کاٹی جانے کی استدعا کر رہا ہے تو سوا اس کے وہ اور کیا کہتا ہے کہ ہم دونوں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔ یا یہ کہ اگر وہ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ) کاذب ہے تو ہم (غلام دستگیر) سے پہلے مریگا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مریگا۔ کیونکہ کاذب ہے ہم نہیں سمجھتے اس میں کیا اشکال ہے اور کونسا کذب ہے۔ جو غلام دستگیر نے چاہا۔ اور کہا وہی حضرت اقدس نے اپنے الفاظ میں لکھا اور غلام دستگیر نے یہ دعا شائع کی۔ تو کیا اس کی یہ دلی آرزو نہ تھی۔ کہ میں زندہ رہوں اور مرزا صاحب مرجائیں۔ اور ان کا کارخانہ تباہ ہو جائے اور کیا اسے یقین نہ تھا کہ ہم دونوں سے جو ظالم اور جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔

خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں (منیجر)

اوراقِ درسِ قرآن

کا ضمیمہ چند ہفتوں سے اخبار کیساتھ شایع نہیں ہو سکا اس پر اکثر ناظرین کرام جو حضرت فضل عمرؓ کے تفسیری نوٹوں میں خاص سرور روحانی پاتے ہیں اپنی اس غذائے مرغوب کے نہ ملنے سے افسردہ و ملول ہونگے بلکہ کئی دوستوں کے خطوط بھی دفتر اخبار میں پہنچ چکے ہیں۔ چونکہ ان سب کو فرداً فرداً جواب دینا خالی از وقت نہ ہوگا۔ لہذا بذریعہ اخبار ہی مطلع کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں ضمیمہ درس کا یہ ناغہ کسی غفلت کی وجہ سے نہیں ہے نہ یہ سلسلہ خدانخواستہ بند کیا گیا ہے۔ بلکہ امر واقعی یہ ہے کہ بیچ کے کچھ اوراقِ مسودہ حضرت اقدس ایدہ اللہ کے کاغذات میں کہیں ادہر ادہر ہو گئے ہیں اور چونکہ ترجمۃ القرآن اردو نیز انگریزی کا کام بتوجہ خاص ہو رہا ہے جس کی نگرانی و نظر ثانی کچھ کم دماغی محنت و فرصت نہیں چاہتی۔ پھر آپ کی صحت بھی کثرت نوشت و خواند کی شاقہ محنت سے آئے دن ناساز رہتی ہے۔ اس وجہ سے حضور کو تا حال اس کا موقعہ نہیں ملا کہ گم شدہ اوراق کی کمی از سر نو ارقام فرما کر پوری کر سکیں۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالے کے فضل و کارسازی سے وہ اوراق ہی کہیں پڑے پا جائیں۔ بہر حال درس قرآن مجید کے مشتاقان دید ہا یوس نہ ہوں (لاتیئسوا من روح اللہ) یہ سلسلہ انشاء اللہ ضرور جاری رہیگا۔ اور اگلی پچھلی سب کسر نکالدی جائیگی۔ ہاں حضرت کی صحت اور ان نایاب جواہر ریزوں کی بازیافت کے لئے دست بدعا رہیں۔ ان اللہ علی کل شیئ قدیر۔ ہو الموفق و ہو المستعان۔

خداوارى چہ غم دارى؟

ایک دوست لکھتے ہیں کہ مخالفین سلسلہ کے ساتھ کچھ مقدمات میں پھنسا ہوا ہوں وہ زبردست ہیں۔ بندہ کو سوائے خدا کسی کا بھروسہ نہیں۔ الخ نیز دیگر تمام احمدی احباب کو یاد رکھنا چاہئیے کہ یہی بھروسہ کافی ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی جتھا اور کوئی طاقت زبردست نہیں ہو سکتی۔ ہاں یہ شرط ہے کہ آپ ناحق کے لئے کوشاں نہ ہوں اور رعایت اسباب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی اپنی تمام سعی و تدبیر کو ہیچ سمجھیں اپنے آپ کو بالکل عاجز و ناچار جانکر اسی کے آستانہ الوہیت پر گرے ہوئے دستگیری و ستاری کیواسطے ملتجی رہیں۔ خدا تو تمام کائنات کا ایک ہی ہے مگر وہ جو اس کی رضا جوئی کی خاطر تلخیاں جھیلتا اور اپنے میں پاک تبدیلی کرتا ہے خدا تعالے کے بندوں کو اپنے حق میں خاص اور ایسا بدلا ہوا پاتا ہے کہ گویا دوسرا ہی خدا ہے اور دشمن کے تمام جھوٹے سہاروں اور معبودوں پر غالب۔

مدرسۂ خط و کتابت

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک تقریر کے دوران میں یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ ایک ایسی درسگاہ ہو جس میں قادیان سے دور افتادہ دوستوں کو بذریعہ خط و کتابت قرآن مجید کے مطالب عالیہ اور حقائق و معارف سکھلائے جائیں۔ اب ایک صاحب دریافت کرتے ہیں کہ آیا مدرسہ مجوزہ قائم ہوا یا نہیں۔ ان کی نیز دیگر احباب کی اطلاع کے لئے گزارش ہے کہ اس قسم کا کوئی علیحدہ باقاعدہ مدرسہ تو ہنوز دارالامان میں قائم ہوا نہیں ہے۔ مگر ہاں جو برادران دینی وقتاً فوقتاً بطور خود کتاب اللہ کے متعلق کوئی معلومات بذریعہ خطوط یہاں سے حاصل کرنا چاہیں۔ انہیں امید رکھنی چاہیئے کہ ہمارے علماء کرام انشاء اللہ حتی الوسع اس خدمت کو بطیب خاطر انجام دینگے۔ قیام درسگاہ کے لئے حضرت اقدس (ایدہ اللہ) کی خدمت میں تحریک کرنا اور یاد دلانا تو بہر حال اچھا ہے کیونکہ بفرمان حضور کے یہاں ایسے اہم کاموں کا انصرام کیسے ہو سکتا ہے لیکن ہمارے بھائیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ نئی یا پرانی کوئی انسٹی ٹیوشن بلا مستقل عملہ اور معتدبہ مصارف کے چل نہیں سکتی۔ اور چونکہ جماعت پر دینی ضروریات کا بوجھ آگے ہی اس کی بساط سے زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی اپنے فضل و کارسازی سے اپنے کاروبار کو چلا رہا ہے۔ نہیں تو بندوں کی ناچیز سعی و ہمت سے کیا ہو سکتا ہے؟ لہذا ہمارا خیال ہے کہ حضرت اولوالعزم نے غالباً اسی سبب سے تا حال اس طرف توجہ نہ فرمائی ہوگی۔ ورنہ اسلام کی خدمت و اشاعت کیلئے

قصص باطلہ

اکثر لوگوں کا آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلوائے جانیکے متعلق یہ خیال ہے۔ کہ وہ اس جنت سے نکلوائے گئے تھے جو انسان کو بعد الموت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے متعلق ایسے عجیب و غریب قصے گھڑ رکھے ہیں۔ جو انسان کی عقل سے بالاتر ہیں چونکہ بعض مفسرین نے بھی اس بارے میں بہت کچھ بحث کی ہے۔ اور بعض آیات سے یہ استدلال کیا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان آیات کی تشریح کریں جن کے مفہوم حقیقی کو نہ سمجھنے سے انہیں یہ مغالطے لگے ہیں چنانچہ ان کے مختلف قصص کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی جنت سے نکالے گئے تھے جو بعد از موت حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ ایسا کہنا قرآن کریم کے منشا کے بالکل خلاف ہے اس لئے ہم اس عقیدہ کی تردید قرآن کریم کی آیات سے ہی پیش کرینگے۔ انشاء اللہ۔ اور ساتھ ہی وہ آیات بھی لکھینگے جن سے یہ غلط مفہوم نکالا جاتا ہے۔ اب جو آیت آدم حوا کے جنت سے نکلوائے جانے کے متعلق پیش کیجاتی ہے یہ ہے۔ قلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین۔ فازلھما الشیطن عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (بقرہ ۵۵)

پس جملہ فازلھما الشیطن عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ آدم و حوا کو شیطان نے پھسلا دیا اور اس جنت سے ان دونوں کو نکلوا دیا۔

سو واضح ہو کہ اس جنت سے مراد وہ جنت نہیں ہے جو کہ انسان کو بعد از موت بطور جزا حاصل ہوگی بلکہ یہ وہ جنت ہے جو انسان کو خدا تعالٰے کی اطاعت و فرمانبرداری سے اسی دنیا میں ملتی ہے۔ جس کی تائید سورہ الرحمان میں بھی موجود ہے۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتان اور اس جنت کا نمونہ جمیع انبیاء و مومنین اسی دنیا میں دیکھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریمؐ کی اطاعت سے اس جنت کو اسی دنیا میں دیکھ لیا۔ اور آئندہ بھی آپکے متبعین اس جنت کو دیکھینگے

اس قسم کی قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں جو اس خیال خام کی صراحتہً تردید کرتی ہیں۔ مثلاً سورۃ (الحجر ع) میں آتا ہے وما ھم منہا بمخرجین۔ کہ وہ جنت سے نکالے نہیں جائینگے۔ اب اگر اس خیال کے مطابق آدم و حوا جنت سے نکالے گئے تو نعوذ باللہ یہ معنی قرآن کریم کے دوسرے مقامات کے خلاف ہوئے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ آیات قرآنی میں کسی قسم کا تناقص ہو۔ اس لئے ہم یہ کہینگے کہ اس جنت سے مراد وہ جنت نہیں جو انسان کو موت کے بعد ملتی ہے۔ بلکہ اس سے مراد اسی دنیا کی جنت ہے۔ پھر سورۃ زخرف ع ۷ الذین اٰمنوا بایتنا وکانوا مسلمین ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون یطاف علیھم بصحاف من ذھب واکواب وفیھا ما تشتھیہ الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا خالدون۔

اب جو شخص جنت میں داخل ہو چکا اور نعماء جنت کو حاصل کر چکا تو نعوذ باللہ خدا تعالٰے نے یا تو اس پر ظلم کیا کہ انعام و اکرام کے بعد اسکو بلاوجہ جنت سے نکال دیا اور یا اس انسان سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا جس کے بدلے میں اسکو جنت سے نکالنا پڑا تو اب یہ دونوں باتیں غلط ہیں کیونکہ نہ تو خدا ظالم ہے اور نہ انسان جنت میں جاکر گناہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں آچکا ہے لا لغو فیھا ولا تاثیم کہ جنت میں انسان نہ تو لغویات کے قریب جائیگا۔ اور نہ گناہ کریگا۔ تو پھر آدم علیہ السلام کیونکر جنت سے نکالے گئے۔ لہذا یہ سراسر لغو اور بیہودہ بات ہے کہ آدم علیہ السلام اس جنت سے نکالے گئے پھر سورۃ اعراف میں ارشاد فرمایا یبنی آدم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما لیریہما سواٰتہما الخ اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ جنت نہیں تھا بلکہ اس سے مراد دنیاوی جنت ہے۔ کیونکہ اول تو خدا تعالٰے کا یہ فرمانا "یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ" یہ ثابت کرتا ہے کہ جس طرح شیطان نے آدم و حوا کو اس پر امن زندگی کے جنت سے نکلوایا تھا اور انہیں خدا تعالٰے سے غافل کرنے کی کوشش کی تھی اسی طرح تمکو بھی پھسلائیگا اور فتنہ میں ڈالیگا۔ اور راحت و آرام کے جنت سے تمکو نکلوانے اور خدا اور رسولؐ کے احکام کی بجاآوری میں خلل انداز ہوگا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ تم اس کے فریب میں نہ آؤ۔ اور اس سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرو۔ پھر کما اخرج ابویکم میں کاف حرف تشبیہ اور آیت لا یفتننکم الشیطان بھی قابل غور ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تم شیطان کے پنجہ میں پھنس گئے تو تم بھی اس جنت سے نکلوائے جاؤگے۔ جیسے آدم و حوا نکلوائے گئے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس قسم کا جنت آدم و حوا کو حاصل تھا یہی ابن آدم کو بھی حاصل ہے اور اسی جنت سے ابن آدم کو نکلوائے جانے کے متعلق تاکید کی جاتی ہے پس اس میں آدم اور بنی آدم کو شامل فرماکر دونوں کے لئے ایک ہی قسم کا جنت بتانا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ دنیاوی جنت تھا۔ پھر ینزع عنہما لباسہما لیریہما سوٰتہما نہیں یہ فرمایا کہ جس طرح شیطان نے لباس التقوی ذالک خیر کو ان سے اتارنے کی کوشش کی تھی اسی طرح تمہارے جامہ تقوی کو بھی چاک کرنے اور اتارنے کی کوشش کریگا۔ تقوی و طہارت کے جامہ کو اتارنا اس جنت میں تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ وہاں تو شیطان ملعون کا دخل نہیں اور اس کے لئے تو لا لغو فیھا ولا تاثیم کا ارشاد ہو چکا ہے۔ تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شیطان وہاں بھی اپنا تصرف کرکے جامہ تقوی کو اتارے۔ پھر سورۃ الحجر ع ۴ میں ارشاد ہوتا ہے ادخلوھا بسلٰم اٰمنین ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین لا یمسھم فیھا نصب وما ھم منہا بمخرجین۔ یہ آیت جب اس جنت کی یہ تعریف کرتی ہے کہ اس میں سلامتی سے داخل ہونگے۔ ان کے سینوں سے کینے نکالے جائینگے اہل جنت کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی اور پھر اس سے نکالے نہیں جائینگے باوجود اس کے پھر کسی کا کہنا کہ شیطان نے انکو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور جب کہ وہ ایک بار الٰہی وعدہ کے مطابق سلامتی و امن سے اس میں داخل ہو چکے ہوں

انکو کیونکر نکال سکتا ہے۔ قرآن کریم کے فرمودہ کے مطابق جب انکو وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ تو پھر شیطان نے کیونکر انکو وہاں سے نکلوا دیا اور ان کے واسطے اس جنت سے حسرت وندامت کا موجب بنگیا کہ انہیں "ربنا ظلمنا انفسنا" کی دعا مانگنی پڑی۔

پھر سورۃ اعراف ع میں آتا ہے۔ ادخلوا الجنۃ لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون اگر وہ اس جنت میں تھے تو اس کی نسبت تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس میں خوف اور حزن نہیں ہوگا۔ مگر جب شیطان نے آدم وحوا کو جنت سے نکلوایا ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ بڑے خوف اور حزن میں وہ مبتلا ہوئے ہونگے۔ العرض اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ جنت اسی دنیا کی جنت تھی۔

قرآن کریم میں اس قسم کے بہت سے آیات ہیں جن سے صراحتہً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ جنت نہ تھی جو انسان کو موت کے بعد ملتی ہے۔ بلکہ وہ دنیا دی جنت ہے۔ اور یونہی لوگوں نے یہ بیہودہ بے سروپا قصے گھڑ لئے ہیں۔ پھر احادیث میں بھی اس کے متعلق صاف صاف آیا ہے کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔

وہ جنت ایسی ہے کہ اسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا تصور گذرا تو آدم علیہ السلام نے انکو کس طرح دیکھ لیا۔ اور پھر صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ اس میں وہ رہے بھی۔ جب ایسی حدیث میں اس جنت کے متعلق نبی کریم یہ ارشاد فرماتے ہیں پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آدم علیہ السلام تو اس جنت میں زندگی بسر کرتے اور نبی کریم اس نعمت سے محروم رہتے اور اگر کوئی اس بات کا مستحق تھا کہ اسکو دیکھتا اور اس میں رہتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر اور کون ہوسکتا تھا۔ جب نبی کریم نے اسکو اس دنیا میں سوائے کشف کے نہیں دیکھا تو اور کون ہے جس کی شان آپ سے بڑھکر ہو۔

(باقی آئندہ)

منافق کون ہے؟

مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تبلیغ احمدیت اور صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ بنصرہ) کا ایک نیا رنگ" کے عنوان سے ایک ۱۲ کالم کا طول طویل مضمون اخبار زمیندار مورخہ ۲۶۔ اگست ۱۹۱۵ء میں شائع کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح ثانی کے عقائد کو پبلک میں ظاہر کیا ہے۔ جو خود مرزا صاحب کے خود تراشیدہ ہیں۔ نہ کہ حضرت ممدوح کے بیان کردہ۔ مرزا صاحب کا منشا اس سے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عوام کو غلط فہمی میں ڈالکر اور اشتعال دلاکر سلسلہ حقہ احمدیہ سے متنفر کیا جاوے۔

اس مضمون میں مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ہمارے واجب الاطاعت امام۔ مقتدا ومطاع کی شان میں جس دریدہ دہنی اور بے ادبی سے کام لیا ہے۔ وہ تو ہم عطائے تو بلقاء تو" انہی کو واپس دیتے ہیں۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ گالی کا جواب گالی سے دیا جاوے۔ شریفوں اور مومنوں کا کام گالی گلوچ اور لغویات سے اعراض کرنا ہے کیونکہ گالی سے اپنی ہی زبان اور اخلاقی قوت ضرور گندی ہو جاتی ہے۔

ہمکو یہاں صرف یہ دکھانا ہے۔ کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب جس امر کا الزام حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف (ایدہ اللہ بنصرہ) پر لگاتے ہیں۔ خود اس سے کہاں تک دور ہیں۔ یا خود بھی اسی الزام بلکہ اس سے بڑھکر الزام کے نیچے آتے ہیں۔ مرزا جی محولہ بالا مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

> "اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا۔ کہ میری امت میں بھی انعام یافتہ اور مغضوب اور ضال ہونگے۔ چاہتا تھا کہ اس امت مرحومہ کا بھی ایک مسیح ہو۔ اور اس کے متعلق بھی تین گروہ ہو۔ بعض وہ ہوں جو اسکو اس کے اصلی دعوےٰ میں قبول کریں۔ بعض وہ ہوں جو غضب کے ساتھ اس کے ساتھ سلوک کریں اور بعض وہ جو اپنی اغراض کے لئے یا غلو محبت کے لئے اس کے اصلی دعوےٰ پر ازدیاد کریں اب اگر مرزا صاحب بھی وہ مسیح موعود ہیں تو جہاں تک مغضوب جماعت کا سوال ہے وہ جماعت متحقق ہے۔ وہ وہی ہیں۔ جو اس کے دشمن ہیں۔ جو اسکو اسرائیلی مغضوبوں کی طرح کافر اور کاذب قرار دیتے ہیں یعنی مغضوب وہ ہیں۔ جو اس مسیح محمدی کے مکفر اور مکذب ہیں۔ اب انعام یافتہ اور ضال کون ہیں ضرور ہے۔ کہ یہ دونوں گروہ اس کے ماننے والے ہوں"۔ دیکھو اخبار زمیندار مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۰ کالم ۱۔

موخر الذکر دونوں گروہوں انعام یافتہ اور ضال کے تذکرہ کی تو کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ تو مرزا صاحب کو ماننے والے ہیں ہی۔ رہا تیسرا گروہ۔ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو نہ ماننے والوں کا ہے۔ یعنی مکفرین اور مکذبین اور بقول مرزا یعقوب بیگ صاحب یہی گروہ متحقق طور پر جماعت مغضوب ہے۔ مکفرین تو وہ ہوئے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کو کافر قرار دیا۔ اور آپؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور مکذبین وہ جنہوں نے حضرت اقدس مآبؑ کی تکذیب کی۔ اور آپؑ کو اپنے دعویٰ میں کاذب جانا۔ اور بقول مرزا یعقوب بیگ صاحب وہ مغضوب جماعت تو ہوئے لیکن قرآن کریم کے فتویٰ او کذب بآیاتہ کے ماتحت وہ اظلم یعنی اکفر قرار پائے۔ کیونکہ اگر مرزا صاحبؑ اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔ مفتری نہیں۔ اور پھر نہ ماننے والے آپؑ کو اپنے دعوی میں صادق پاکر بھی نہ مانیں تو واقعی یہ ایک بڑا اور صریح ظلم ہے۔ راستی سے گریز کرنا اور پھر وہ بھی دیدہ دانستہ سخت لعینوں کا کام ہے۔ پھر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے مانتے ہیں۔ کہ جو اسرائیلی مغضوبوں کی طرح۔ (مرزا صاحبؑ کو) کافر اور کاذب قرار دیتے ہیں اور یہ امر متحقق ہے اور اس سے کسی احمدی یا غیر احمدی کو انکار نہیں۔ کہ اسرائیلی مغضوب جماعت اسی وجہ سے مغضوب ہوئی۔ اور وہ لوگ تب ہی خدا کے غضب کے وارث بنے جب انہوں نے خدا کے ایک فرستادہ۔ مامور۔ مرسل

نبی کا انکار کیا۔ اور اس امر سے بھی کسی کو انکار نہیں۔ کہ اسرائیلی مغضوب جماعت نے صرف اس وجہ سے اسرائیلی مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور نہ مانا۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جانتے تھے۔ اور کاذب قرار دیتے تھے۔ اسی غضب سے متنبہ کرنے کے لئے قرآن مجید میں یہ ارشاد ہے۔ کہ لا نفرق بین احد من رسلہ دیکھنا تم بھی کسی مامور مرسل نبی اللہ کا انکار نہ کر دینا۔ اس آیہ شریفہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت بڑی تحدی سے پیشگوئی مرکوز ہے۔ کیونکہ قرآن کریم تو سابقہ تمام انبیاء کی تصدیق کرتا ہے۔ خواہ وہ عرب میں ہوئے۔ یا شام میں۔ یا ہند میں ہوئے۔ پھر یہ فرمانا کہ کسی ایک نبی کا یا رسول کا انکار نہ کرنا۔ یا کسی نبی کی نبوۃ میں نفس نبوۃ کے لحاظ سے تفریق نہ کرنا۔ کیونکہ نبوۃ بارگاہ ایزدی کا ایک انعام ہے۔ نہ تمہارے واہمہ اور تخیلات کا نتیجہ۔ یہ ایک دوامی حکم ہے کہ کسی رسول کا انکار نہ کیا جائے۔ خواہ وہ ماضی میں ہوا یا حال میں یا آئندہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور اس امت مرحومہ میں ایک نبی آویگا جس کی نبوۃ میں بلحاظ نفس نبوۃ پہلی نبوتوں سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ اس لئے ہم بلحاظ نفس نبوۃ حضرت اقدسؑ کی نبوۃ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ تا کہ ہم بھی اسرائیلی مغضوبوں کی طرح خدا کے دائمی غضب اور لعنت کے مورد نہ بنیں۔ کیونکہ اسرائیلی مغضوب جماعت کو باوجود دیگر تمام انبیاء اور کتب سماوی پر ایمان رکھنے کے صرف اس ایک اسرائیلی مسیحؑ کے انکار کا یہ نتیجہ ملا۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا نصیب نہ ہوا۔

اب جبکہ بقول مرزا یعقوب بیگ صاحب اس امت مرحومہ کا بتیرا گروہ اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نزدیک ایک مغضوب گروہ ہے تو آیا اسرائیلی مغضوب گروہ قرآنی فتویٰ اولئک ھم الکافرون حقاً کے ماتحت خارج اسلام ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو بقول مرزا صاحب اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مسیح محمدی کے مکذب اور منکر یا بالفاظ دیگر نہ ماننے والے (خواہ وہ حضرت اقدس کو کافر قرار دیتے ہوں یا نہ) مغضوب ہو گئے اور دائمی لعنت اور غضب خداوندی کے وارث ٹھہرے۔ اور قرآن مجید کے مندرجہ بالا فتویٰ کے ماتحت ویسے ہی کافر قرار پائے۔ جیسے مسیح اسرائیلی کے منکر۔ اب للہ مرزا یعقوب بیگ صاحب ہمیں بتا دیں۔ کہ ہم تو کافر جان کر کسی کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن آپ ایک گروہ کو مسلمان جانکر اور مان کر مندرجہ بالا فتویٰ انکی نسبت صادر فرما کر مکفر مسلمین ہوئے یا نہیں؟ اب آپ رسول اکرم صلعم کی حدیث لا تکفروا اہل قبلتکم کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ایمان کی فکر کریں۔

میں یہ مضمون لکھ ہی چکا تھا۔ کہ آپکے خواجہ صاحب کا مضمون مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۲۶/۲۹ اگست سنہ ۱۹۱۵ء نظر سے گذرا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ لعنتی ہے وہ شخص جو غیر احمدیت کو کفر تو سمجھے اور محض غیر احمدیوں کے پاس خاطر سے اس مسئلہ کفر کی مخالفت کرے۔ اب مرزا یعقوب بیگ صاحب پہلے تو امت مرحومہ کے بتیرے گروہ یعنی حضرت مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والے مکذبین کو اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مغضوب جماعت اولئک ھم الکافرون حقاً قرار دیکر مکفر مسلمین ہو چکے ہیں۔ اور مضمون کے صفحہ ۱ کالم ۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پبلک خوب آگاہ رہے۔ یہ مبلغین منافق ہیں ..... یہ ایک خطرناک ضلالت ہے جو ان لوگوں نے اس امت میں تیرہ صد برس بعد اٹھائی یعنی غیر احمدیوں کو کافر جاننا) خدارا مرزا صاحب اپنے اس حصہ مضمون کو جو میں پہلے درج کر چکا ہوں اور اس مضمون کو بالمقابل رکھکر بتلا دیں۔ کہ منافق آپ ہوئے یا ہم؟ ضال آپ ہوئے یا ہم؟ ضلالت آپنے اٹھائی یا ہم نے؟ نیز یہ بھی فرما دیجے۔ کہ یہ فقرات آپنے حقیقتاً لکھے ہیں یا بپاس خاطر غیر احمدی احباب۔ اگر آپنے حقیقتاً لکھے ہیں۔ تو آپ خود اپنے ہاتھ سے اور اپنے قلم سے اپنے مکفر مسلمین ہونیکا ثبوت دے چکے ہیں۔ اور اگر بپاس خاطر غیر احمدیاں آپنے مسئلہ کفر کی مخالفت کی ہے۔ تو آپ اپنے محترم خواجہ صاحب کے فتوی کے ماتحت میں آکر لعنتی بنتے ہیں۔ یہ منافقت اور دعویٰ اشاعت اسلام شرم شرم!!۔

احقر مرزا محمد افضل خان احمدی

(بقیہ صفحہ ۸)

تو خدا تعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر میں وہ جوش رکھا ہے کہ بس چلے تو شاید تمام جماعت کو قرآن پاک کا علم گھول کے پلا دیں اور ساتھ ہی اس پر عمل کا بھی ہر ایک خادم کو زندہ نمونہ بنا دیں یہی حال اس شوق کا ہے جو حضور اپنے دلمیں احمد نبی اللہ کے نام مبارک کو دنیا کے کناروں تک ...

پس نظر بحالات موجودہ ہماری ذاتی رائے یہ ہے۔ کہ جب تک مجوزہ مدرسہ قائم نہ ہو اس چشمۂ فیض کے خواہشمند فی الحال درس قرآن کے ان قیمتی نوٹوں سے اپنی پیاس بجھائیں۔ جو بدر و الفضل میں نکلتے رہے ہیں اور بغیر شوق و توجہ اور عملی ہمت و محنت کے تو کوئی بھی اہم کام نہیں ہو سکتا۔ نری آمال و امانی سے جی خوش کرنیوالوں کے لئے اعلے سے اعلے تجاویز بھی مفید نہیں ہوا کرتیں۔ پھر اگر متعدد احباب ملکر بتوفیق ربی کچھ ہمت کریں تو شاید یہ بھی ہو سکے کہ سردست مختصر سے پیمانہ پر صیغہ ترقی اسلام یا کسی دوسرے شعبۂ دینیات کے ماتحت مطلوبہ سلسلہ جاری کر دیا جائے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو وہی مجوزہ درسگاہ کی بنیاد قرار پا کر کسی وقت ایک شاندار مدرسہ بنجائے۔ حاجتمند احباب اپنی اپنی جگہ پر غور کر کے الفضل کی اس تحریک کے حوالہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھیں۔

احمدیانِ مالابار

کے متعلق پایونیر (۱۸ ستمبر) نے اپنے خاص وقائع نگار کا ایک پیغام تار شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور جو کچھ اس بارہ میں عرض کرنا ہے اسے بوجہ عدم گنجائش آیندہ کے لئے رہنے دیتے ہیں۔

مدراس ۱۶ ستمبر کنانور اور اسکے گرد و نواح میں سلسلہ احمدیہ کے افراد کو جو تکالیف و مشکلات درپیش ہیں انکے متعلق شمالی مالابار کے حکام کئی دن سے سرگرم تحقیقات ہیں۔ اسی اثنا میں احمدیوں کا ایک وفد بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور صاحب ڈویژنل مجسٹریٹ تالیچری کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عرضداشت میں اُن شدائد و مصائب کو گذارش کیا۔ جو انھیں متعصب فرقہ مخالفین کے سلوک ناروا سے سہنی پڑتی ہیں۔ کنانور اور اسکے مضافات میں احمدیت کی تحریک قریباً دس سال سے جاری ہے اور اب

حضرت احمد نبی اللہ

اور

خواجہ کمال الدین

خواجہ کمال الدین صاحب اپنے رسالہ "کرشن اوتار" کے صفحہ ۲۹ و ۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

جہاں تک ہم کو تاریخ نے علم دیا ہے۔ دنیا کی تاریخ اسبات کی شاہد ہے۔ کہ نبی کریم کے زمانہ کے سوا اور کوئی زمانہ اس مین پر ایسا نہیں گذرا۔ کہ جب ایک ہی وقت مختلف ممالک کی اخلاقی حالتیں ردی ہو گئیں ہوں + + + + + + + + + + یہ تو سرور کائنات کی پیدائش کا ہی زمانہ تھا کہ جب ایک ہی وقت ایک ہی قسم کی تباہی دنیا کے اخلاق پر آئی ہوئی ہو بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس وقت کی معلومہ دنیا پر ہی اخلاقی کا طوفان آرہا تھا۔ ایسے وقت میں اگر کرشن نے ظاہر ہونا تھا۔ تو ضرور تھا۔ کہ یا تو ہند میں۔ ایران میں۔ شام میں۔ فرنگستان میں۔ مصر میں الگ الگ اس کا ظہور ہوتا۔ اور سب سے بڑھکر عرب میں بڑی شوکت کے ساتھ وہ نازل ہوتا + + + + + + جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس وقت .... عرب ایک تو اس وقت کی مشرقی مغربی معلومیہ دنیا کا مرکز تھا۔ پھر اپنی بدکاریوں اور جہالتوں کے باعث بھی ان تمام ممالک میں سے صدر ہونیکا حق رکھتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ کرشن اگر اوتار لے۔ تو اس وقت عرب میں اوتار لے اور عرب میں آکر پھر رفتہ رفتہ ان تمام ممالک کو بدیوں سے پاک کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کرشن نے عرب میں اوتار لیا + + + + + + وہ روحانی برسات جو آپ کے ساتھ اس وقت دنیا پر اتری اس کے من وچلتر سے ہی ایک حد تک دنیا ناپاکیوں سے پاک ہو گئی۔ چنانچہ اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان کے باشندوں میں اگر پھر توحید اور خدا پرستی کا خیال قائم ہوا۔ یا از سر نو زندہ ہوا۔ تو محض اسلام کی طفیل ہی تھا۔ اور یہی بات سب نیکیوں کی جڑھ ہے۔

پھر اسی رسالہ کرشن اوتار کے صفحہ ۴۶ پر تحریر کرتے ہیں۔ کہ

ہم خدا تعالےٰ سے توفیق پاکر اس کتاب (یعنی رسالہ کرشن اوتار) کی کسی آئندہ جلد میں دکھلا دینگے۔ کہ ہمارے زمانہ کے مفاسد بھی ایک کرشن کو چاہتے تھے + + + + + اس وقت بھی نیکیوں کی حفاظت اور بدوں کی تباہی کی ضرورت ایک کرشن رودھر گوپال کو چاہتی تھی چنانچہ خدا تعالےٰ نے آج سے تیس برس پہلے اس ملک کو بدین الفاظ کہا کہ "ہے کرشن رودھر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے" (صفحہ ۴۶)

پیغام صلح

پھر صفحہ ۴۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"اس سے مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ بھی ناپاک دشٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور نیک مزاج لوگ ان پلید طبع لوگوں سے دبے ہوئے ہیں۔ اس وقت ایک رودھر اور گوپال کی ضرورت ہے۔ کہ جو ناپاک پلیدوں کو اپنے آسمانی حربوں سے ہلاک کرے اور گئو مزاج انسانوں کی پالنا کرے۔ چنانچہ اس کی نیز بہدف دعاؤں نے صدہا برے انسانوں کو ہلاک کیا اور انکے مقابل نیک مومنوں کے لئے وہ ماوا و ملجا بنا اور آخر کار اپنے پیغام صلح کے ذریعہ وہ

لفظاً اور معناً گوپال ثابت ہوا

وہ اس نور کو روشن اور منور کرنے آیا۔ جو گیتا میں کرشن کے ذریعہ چمکا۔ لیکن جو آج جہالت اور ناواقفی کے جھونکوں سے ٹمٹما رہا ہے"

اب میری یہ عرض ہے۔ کہ خواجہ صاحب۔ آپ تو ماشاء اللہ بڑے ہوشیار۔ لیکچرار۔ پھر چیف کورٹ کے وکیل اعلیٰ تعلیم یافتہ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ہیں۔ پھر کسی زمانہ میں آپ ایک کالج کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔ ان قابلیتوں کے ہوتے ہوئے مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ آپ کی قلم سے ایسے .... کلمات کیونکر نکل گئے۔ کہ کیا مرزا صاحب معاملہ نبوت میں آنحضرت صلعم کے برابر ہیں؟ اگر کوئی نااہل کج فہم۔ کوتہ اندیش جاہل مطلق ہو۔ تو ایک حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ جیسے آدمی سے ایسے لغو سوالات کا نکلنا نہایت ہی شرمناک امر ہے۔ حضرت خواجہ صاحب برابری کے لئے تو تقابل کا ہونا ضروری ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ آیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رسول اکرم صلعم کے بالمقابل دعوی نبوۃ کیا ہے۔ جو برابری کا سوال اٹھایا جاوے۔ یا صرف مخلوق خدا کو اشتعال دلا کر راہ ہدایت سے برگشتہ کرنا ہی آپکا مقصد ہے۔ جبکہ حضرت اقدس خود فرماتے ہیں کہ میری نبوت آنحضرت صلعم کی ہی نبوت ہے۔ کوئی علیحدہ نبوۃ نہیں ہے۔ اور میرا وجود آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہے۔ تو پھر آپکو کیا حق پہونچتا ہے جو تصدیق کریں جس امر کا مدعی کو دعوئی ہی نہیں۔ آپ کیوں خواہ مخواہ مدعی کے سر تھوپتے ہیں خصم کو اس کے مسلمات سے قائل کیا جا سکتا ہے۔ نہ کہ دہوکہ اور جعلسازی سے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر مدعی ایک دستاویز کے ذریعہ جس میں یہ الفاظ مندرج ہوں۔ کہ "سکہ رائج الوقت" مدعا علیہ پر دعوئی دائر عدالت کرے۔ اور شہادت میں اس دستاویز کو پیش کرے۔ تو کیا آپ اس سے یہ سوال کرنیکا حق رکھتے ہیں۔ کہ آیا روپیہ اکبر کے زمانے کا تھا۔ یا جہانگیر کے عہد کا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کیا اسی قابلیت پر آپ چیف کورٹ جیسے محکمہ میں وکالت کا کام سرانجام دیتے تھے۔ آپ کیوں حضور علیہ السلام کی نبوۃ کو حضور ہی کے عرضی دعوے سے نہیں دیکھتے اور اپنے پاس سے لایعنی حجتیں پیش کرکے عوام کو دہوکہ دیتے ہیں۔ یا کوئی دماغی عارضہ لاحق نہیں ہو گیا۔ اگر ایسا ہو تو جب آپ خود مانتے ہیں کہ ؎

شفائے ہر مرض در قادیان ست
شدہ دارالامان کوئے نگارے

تو کیوں نہیں اس کا تدارک اور محکمہ معالجات روحانی کے صدر مقام

قادیان

کی طرف رجوع کرتے؟

خواجہ صاحب بجائے اس کے کہ مدعی کے عرضی دعوے سے اس کے دعوے کو نقل کیا جاوے۔ میں خود آپ کے ہی مسلمات پیش کرکے پوچھتا ہوں۔ کہ

کیا یہ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ہی زمانہ نہ تھا جب ایک ہی وقت میں ایک ہی قسم کی تباہی دنیا کے اخلاق پر آئی ہوئی ہو۔ اور دنیا پر بداخلاقی کا طوفان آ رہا تھا خواجہ صاحب اگر کرشن کا اس وقت سب سے بڑھکر عرب میں بڑی شوکت کے ساتھ نازل ہونا ضروری تھا۔ تو آپ ہی کے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ بلحاظ مفاسد زمانہ اس وقت سے بڑھکر پنجاب میں بڑی شوکت کے ساتھ نازل ہوتا۔ کیونکہ اس زمانہ کے مفاسد اس امر کے متقاضی ہیں کہ اپنی بدکاریوں اور جہالتوں کے باعث ملک پنجاب کو تمام ممالک کا صدر مانا جائے۔ اور جس طرح عرب میں حضرت کرشن نے اوتار لیا تھا۔ اسی طرح ہم آپ ہی کے الفاظ مندرجہ تقریر انگریزی کا ترجمہ جلسہ مذاہب الہ آباد صفحہ ۱۴ میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ

"خدا نے پنجاب میں احمدؐ کو پیدا کیا"

اور جس طرح اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان کے باشندوں میں اگر پھر توحید اور خدا پرستی کا خیال قائم ہوا۔ یا از سر نو زندہ ہوا۔ تو محض اسلام کی طفیل تھا ایسے ہی اس امر سے بھی کسی سلیم العقل کو انکار نہیں ہو سکتا کہ موجودہ زمانہ دہریت و بت پرستی میں اگر پھر توحید اور خدا پرستی کا خیال قائم ہوا۔ یا ہندوستان

از سر نو زندہ ہوا

تو ہم آپ ہی کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ محض حضرت احمدؑ علیہ السلام کی طفیل تھا۔

اور یہی سب نیکیوں کی جڑ ہے۔

اور جیسے اس روحانی برسات نے جو آنحضرت صلعم کے ذریعہ دنیا پر اتری۔ ایک حد تک دنیا ناپاکیوں سے پاک ہو گئی تھی۔ ویسے ہی ہم خواجہ صاحب آپ ہی کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام کی تیرہ بہدف دعاؤں اور آسمانی حربوں سے صدہا ناپاک ہلاک ہو کر دنیا دشمنوں اور ناپاکیوں سے ایک حد تک پاک ہو گئی اور جس طرح رسول اکرم صلعم کی نبوت میں ایک حقیقت تھی۔ اسی طرح ہم آپ ہی کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ آخر کار صرف لفظاً ہی نہیں بلکہ معناً گوپال یا بالفاظ دیگر نبی ثابت ہوا۔ اور بالآخر ہم آپ ہی کے الفاظ میں بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام اس نور کو روشن اور منور کرنے آیا۔ جو گیتا میں کرشن کے ذریعہ چمکا اور عرب میں حضرت رسول اکرم صلعم کے ذریعہ چمکا۔ اور پنجاب میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ چمکا۔ لیکن افسوس آج جہالت اور ناواقفی کے جھونکوں سے ٹمٹما رہا ہے۔ اب میں خواجہ صاحب کو اسی خدا کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام کا خدا تھا۔ جو کرشن کا خدا تھا۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کا خدا تھا۔ اور بالآخر میں اس خدا کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محبوب خدا رسول ہدیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے کل انبیاء کا مظہر اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا تھا۔ للہ جواب دیں۔ کہ تمام وہ ضروریات وقت جو حضرت محمد صلعم کی بعثت کی متقاضی ہوئی۔ تھیں اور وہ تمام مفاسد اور حالات زمانہ جن کی اصلاح ایک نبی کو چاہتی ہے۔ اور جن شواہد اور معیاروں پر آپنے رسول اکرم صلعم کی نبوت کو ثابت کرتے ہوئے اہل ہنود کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور پھر انہی ضروریات زمانہ۔ مفاسد زمانہ اور انکی اصلاح کی غایت کو پیش کرتے ہوئے آپنے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ میں آپ کو کونسی مشکلات نظر آتی ہیں؟ اور پھر جب آپنے اس وقت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں بلحاظ نفس نبوت کے کوئی فرق نہیں فرمایا۔ تو آج وہ کونسی بات ہے جو آپنے ہی مسلمات سے آپکو باز رکھ رہی ہے۔ خدارا خواجہ صاحب ؎

زبان کا پاس لازم ہے ہر اک مرد انسا نکو

جو بھولو ہمکو کر لو یاد اپنے عہد و پیمان کو

خواجہ جی۔ چونکہ آپ کو تاریخ دانی کا بھی دعویٰ ہے۔ اسلئے میں قرآنی الفاظ میں بھی آپ کو کہہ چھوڑوں۔ کہ سیروا فی الارض فنظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین آلا افسوس اور ہزار افسوس کہ جس جہالت کا آپ اوروں کو الزام دیتے تھے۔ آج خود اسی جہالت کے سمندر کی لہروں میں بہے چلے جاتے ہیں اور کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ اس گرداب بلا سے نکلنے اور بچنے کے لئے میں آپ ہی کے الفاظ میں آپکو بتلاتا ہوں ؎

شفائے ہر مرض در قادیان ست

شدہ دار الامان کوئے نگارے

خواجہ صاحب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کرشن اوتار ہونیکا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو خود کرشن اوتار ہونیکا دعویٰ کیا ہے دیکھو لیکچر سیالکوٹ نیز آپ کا رسالہ کرشن اوتار صفحہ (۳۰) "حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مسیح موعود.... جو اہل ہنود کے لئے کرشن اوتار ہو کر آئے تھے" اور کرشن اوتار صفحہ (۳۶) "حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب نے کرشن ہونیکا دعویٰ کیا"

خواجہ صاحب۔ میں نہایت ادب اور خلوص دل سے آپ کی خدمت میں آپ ہی کے رسالہ کرشن اوتار کے الفاظ "میری اس تحریر کا وہ شخص مخاطب نہیں۔ کہ جس نے مذہب کی آڑ میں اپنا پیٹ پالنے کے لئے دنیا کے قابل عزت انسانوں اور مختلف ممالک کے ہادیان دین کو اپنی زبان کی درانتی سے زخمی کیا ہو" پیش کر کے ملتجی ہوں کہ اور تو اور خود اپنے آقا۔ مطاع۔ رہبر کامل ایک کثیر جماعت کے مقتدا کو کیوں اپنی زبان کی درانتی سے زخمی کرتے ہیں ؎

خدارا تو بہ کن زیں فسق و عصیان

بترس از خدا آن غیرت شعارے

(کرشن اوتار)

(احقر مرزا محمد افضل خان احمدی۔ شملہ)

بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۳

مگر وہاں کوئی تین ہزار احمدی ہونگے۔ اس سلسلہ کے اصول امن پسندی و صلحکاری پر مبنی ہیں۔ جہاد و جنگجوئی اور شوریدہ سری کی تمام حرکات و خیالات انمیں ممنوع ہیں۔ مقامی حکام کو اس امر کا اطمینان ہو گیا ہے کہ احمدیوں کی شکایات بہت کچھ بجا ہیں۔ خصوصاً مخالفین کا امور مذہبی اور تمدنی معاملات میں ان کو بائیکاٹ کر کے اذیتیں دینا۔ حکام ان شکایات کے رفع کرنے میں کوشاں ہیں اور اس کا تو قریباً فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ احمدیوں کو کسی مناسب موقعہ پر ایک قطعہ زمین سرکار سے عطا ہو جائے جس میں وہ اپنی مسجد اور قبرستان..

بقیہ ٹائٹل پر

دعوت الی الخیر

(نمبر ۱)

بنگال میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم و معظم جناب حکیم خلیل احمد صاحب حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں:

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مخدوما! حضور کا خادم ۸ تاریخ کی صبح کو "چوڑ ہگری" پہنچا۔ لیکن اسجگہ زبانی تبلیغ کا موقعہ نہ ملا اس لئے تحریری تبلیغ یعنی اردو و بنگلہ اشتہارات ایک شخص کے ذریعہ تقسیم کرائے اور اسی روز بنگشا لوٹ آیا۔

بنگشا فرید پور کے ضلع میں ایک گاؤں ہے۔ اسجگہ زیادہ تر گنوار اور غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں سرکاری آفیسروں میں سے ایک سب رجسٹرار مولوی سید عبداللہ صاحب ہیں۔ رجسٹرار صاحب اردو سمجھتے اور بولتے بھی ہیں ہم اپنے ہم سفر رفیق کے ہمراہ انکے مکان پر پہنچے۔ ان کا مکان بھی چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا تھا ایک پتیلے سے بانس پر چڑھ کر ہم لوگ انکی کوٹھی پر پہنچے۔ ہمارے رفیق اخویم ابوالہاشم خان صاحب نے سب رجسٹرار صاحب سے کہا یہ مولوی صاحب (عاجز) سلسلہ احمدیہ کے امیر حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہ) کے بھیجے ہوئے مبلغ ہیں اور یہاں تبلیغ کے لئے آئے ہیں۔ سب رجسٹرار صاحب نے کہا کہ "میں جناب مرزا صاحب کے حالات سے واقف ہوں۔ بزرگ تھے اور اسلام کے بہی خواہ تھے مگر ان کے سلسلہ میں مرید ہونا کچھ ضروری نہیں ہے" اسپر میں نے رجسٹرار صاحب کو نبوت۔ امامت اور بیعت کی ضرورت وحقیقت واضح طور سے سمجھائی۔ اور کہا کہ بعض علما ہمارے سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے مسیح موعودؑ کے ماننے کی ضرورت اور بیعت سے انکار کردیں تو کردیں مگر دُنیا کی ساری قومیں ایک موعود کے لئے اور مسلمان خصوصاً اپنے موعود مسیح کے لئے سخت بیچین ہیں اور بیعت کے لئے آسمان کیطرف ہاتھ بڑھائے ہیں فرق صرف اسقدر ہے کہ یہ لوگ اپنے خیالات اپنے توہمات اور اپنی خواہشات کے بنے ہوئے موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہتے ہیں۔ اور میں انکو آنحضرت رسول عربیؐ کے طفیل خدا کے بنائے ہوئے محمدی مسیح موعود علیہما الصلوٰۃ والسلام کو منوانا اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ میں بیعت کرانا چاہتا ہوں۔ تھوڑی دیر کی تقریر کے بعد سب رجسٹرار صاحب نے کہا کہ ہم نے مانا کہ ایسا ہی مسیح موعود آئے گا جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہوگا ہماری تشفی کے لئے آپ مجھے وفات مسیح کو سمجھائیں اور پھر یہ بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب ہی وہ سچے موعود ہیں پھر میں نے تقریباً دو گھنٹہ تک وفات مسیح کو مختلف پہلوؤں سے ثابت کیا سب رجسٹرار صاحب نے کہا کہ یہ بھی ہم نے مانا کہ قرآن وحدیث اور اقوال آئمہ سے وفات مسیح بخوبی ثابت ہے مگر یہ ہمکو بتائیں کہ حیات مسیح کا خیال لوگوں میں آیا کہاں سے ہے میں نے کہا کہ معاذ اللہ منہا حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک عورت کے ساتھ . . . . کرنا حضرت موسےٰ علیہ السلام کا زیورونکی چوری کرنا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کفر کرنا۔ ہاروت و ماروت کا کنوئیں میں بند ہونا۔ اور زہرہ نامی ایک فاحشہ عورت کا آسمان پر چڑھ جانے کے فاسد خیالات جہاں سے آئے وہیں سے مسیح علیہ السلام کے جسم خاکی سمیت آسمان پر چلے جانے کا خیال چلا آیا۔ خیر القرون میں اس خیال کا پتہ نہیں۔ پھر میں نے اُن روایتوں کی حقیقتوں کو سمجھایا۔ رجسٹرار صاحب نے اور ایک اور ہیڈ مولوی صاحب نے ہماری سب باتوں کو قبول کیا۔ رات زیادہ ہوگئی تھی اس لئے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے مسیح موعودؑ ہونے کے ثبوت کو دوسرے دن پر ملتوی کیا گیا۔

۹۔ تاریخ کی صبح کو سب رجسٹرار صاحب اور ہیڈ مولوی صاحب خود ہی کشاں کشاں ہم لوگونکی کشتی پر آئے رات کی تقریر کا نمایاں اور نیک اثر انکی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا۔ میں نے پیشگوئیاں اور ان کے وقوع کی حقیقت کو توریت۔ انجیل اور قرآن وحدیث سے بتانے کے بعد نزول مسیح ابن مریم اور اسکی حقیقت حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کا کسر صلیب کرنا اور اُسکی حقیقت۔ اسی طرح خنزیر کا قتل کرنا اور اس کی حقیقت "ویفیض المال حتیٰ لایقبلہ احد" وغیرہ کی حقیقت کو سمجھایا۔ اسی ضمن میں یہ بھی کہا کہ اگر مال ہی لٹانے اور تقسیم کرنے کے لئے خدا نے کسی کو آخر زمانہ میں بھیجنا مقرر کر رکھا تھا تو ایک دنیا سے بے لوث نبی کو جس نے غربت میں اپنی زندگی گذاری اور جسکو دُنیا میں سر رکھنے کی بھی جگہ نہ تھی دوبارہ بھیجنے کی کیا ضرورت تھی خدا کسی ایسے انسان کو بھیجتا جسکے پاس بہت مال اور خزانہ ہوتا۔ جیسے "قارون" جسکے پاس بہت خزانہ تھا اور جسکے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ بھی زندہ ہے اور زمین کے اندر دھنستا چلا جاتا ہے اور اسکے سر پر اس کا خزانہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ اسی کو دُنیا میں لوٹا دیتا تاکہ اس کا مال اور اس کا سارا خزانہ عوام مومنین اور علمائے کاملین آپس میں بانٹ لیتے۔

آخر میں ہم نے حضرت احمد مسیح موعود علیہ السلام کے مال بانٹنے کی حقیقت اور آپکی تحدیانہ کامیابیوں کو اور ان نشانات و علامات کو جن کا ذکر حدیث وغیرہ میں ہے۔ بیان کیا تو مولوی صاحب اور رجسٹرار صاحب دونوں نے قبول کیا رجسٹرار صاحب نے مجھے کہا کہ آپ اپنا نام اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھ کو دیں میں نے اپنا نام و پتہ ان کو لکھ کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ تو بعض کتب کا نام و پتہ بھی لکھ دیا۔ اُردو و بنگلہ رسالے و اشتہار و ہینڈبل وغیرہ بھی ان کو دیئے کہ اپنے ملنے والوں میں ان کو تقسیم کردیں۔ انھوں نے لے لیئے۔ اور شام کے وقت مجھ کو اپنے مکان پر بلایا۔ میں اپنے رفیق کے ساتھ پھر شام کو انکے مکان پر گیا۔ تو انھوں نے مجھ سے عرش۔ کرسی۔ دوزخ بہشت اور مسئلہ تناسخ کے متعلق پوچھا۔ میں نے ہر ایک مسئلہ کو واضح طور پر تقریباً تین گھنٹہ تک سمجھایا جس سے انکی تشفی ہوئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ اللہ تعالےٰ ان دونوں کے سینوںکو کھولدے تاکہ جلد یہ لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہوجائیں۔ حضور اقدس سے بھی دُعا کی درخواست ہے۔

آج ۱۰ تاریخ کو ہم لوگ ایکدوسرے گاؤں کی طرف جارہے ہیں دریا کی طغیانی زور پر ہے حضور اقدس دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کا حافظ و ناصر ہو۔ ان مقامات میں پانی کی طغیانی کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی مرجاتا ہے تو اسکے دفن کرنیکے لئے زمین نہیں ملتی ہے اگر زمین ملتی بھی ہے تو تھوڑا کھودنے پر ہی پانی نکل آتا ہے کل ہی سب رجسٹرار صاحب نے مجھ کو ایک رقعہ لکھا کہ ایک مسلمان مرگیا ہے زمین کا یہ حال ہے۔ علاوہ اسکے کتے وغیرہ بھی نعش کو خراب کردینگے بتائیے کیا کیا جائے۔ تو یہ مشورہ دیا گیا کہ چند گھڑے ریت یا بالو بھر کر نعش کے پیروں اور بازوؤں میں وہ گھڑے باندھیں اور کشتی پر لے جاکر عمیق پانی میں نعش کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

دعوت الی الخیر

۲

پنجاب میں | سیالکوٹ سے پہلی رپورٹ

اخویم مکرم جناب میر قاسم علی صاحب سلمہ ربہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل ایک عریضہ ارسال حضور ہو چکا ہے۔ اس میں عرض کیا تھا کہ شنبہ کو میرا لیکچر صدر میں اور حضرت مولوی صاحب سلمہ کا شہر میں ہوگا لیکن صدر میں بوجہ نہ انتظام ہو نیکے دونوں خادموں کا لیکچر ایک ہی جگہ محلہ میانہ پورہ میں مستری نظام الدین صاحب کے کارخانہ کے سامنے ہوا۔ جو ۸ بجے شب کے شروع ہو کر گیارہ بجے رات تک رہا۔ الحمد للہ کہ تعداد حاضرین غیر احمدیان قریب تین چار سو کے تھی۔ اور اس لیکچر میں ہر دو خدام نے کھول کھول کر تبلیغ سلسلہ کی جس سے اختتام لیکچر پر ایک شور مچ گیا۔ اور دو چار (مریدان جماعت علیشاہ) نے بہت شور مچانا شروع کیا۔ لہذا شور و غوغا کو چھوڑ کر ہم سب اُٹھ کر چلے آئے۔ اس جلسہ میں لیکچروں کا اچھا اثر ہوا جس سے ہمارے احباب میں بھی جوش تبلیغ اور لذت تبلیغ پیدا ہو گئی۔ اور آج اشتہار چھپوا کر شام کے پانچ بجے میرا لیکچر مسجد دو دروازہ میں جو بڑی مسجد عین وسط شہر میں بازار واقع ہے بعنوان **زندہ مذہب** قرار پایا ہے جو پانچ بجے عصر سے شروع ہو کر مغرب تک رہیگا انشاء اللہ اور حضرت مولوی صاحب (سید سرور شاہ صاحب) کا بر مکان منشی عبد اللہ صاحب بعد نماز مغرب وعظ لیکچر ہوگا حضور دعا فرماویں کہ یہاں ترقی جماعت کا پیش خیمہ اور فوراً بعد تبلیغ ہو جائے آمین۔ آج حضرت میر حامد شاہ صاحب دورہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ اور میر صاحب ظفروال تشریف لے گئے ہیں۔ حافظ غلام رسول صاحب سلمہ نہیں آئے۔ آج بعض احباب نے مشورہ کر کے حضور کی خدمت میں ایک تار اس عرضداشت سے دیا ہے کہ چند یوم اور یہاں رہنے اور تبلیغ کرنے کی اجازت بخشی جاوے۔ جس کے جواب کا انتظار کل شام کی گاڑی تک خدام حضور کرینگے اگر جواب نہ آیا تو انشاء اللہ کل پیر کے دن بعد دوپہر کی گاڑی سے حسب الحکم سابقہ سیالکوٹ سے واپس جانب دارالامان ہو جائینگے۔ حضرت مولوی صاحب سلام علیکم عرض کرتے ہیں اور درخواست دعا بھی اور اس غلام غلامان عاجز قاسم کیلئے بھی حضور دعا فرما دیں۔ والسلام۔

حضور کا غلام
۱۲ ستمبر عاجز قاسم علی احمدی از سیالکوٹ شہر

دوسری چٹھی

۔ مرسلہ حضرت مولینا سید سرور شاہ صاحب مورخہ ۱۴ ستمبر۔

بحضور انور سیدنا و مولینا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

سیالکوٹ میں حضور کی دعاؤں سے بہت عمدہ تحریک ہو گئی ہے یہاں تک کہ بازاروں اور کوچوں میں سوائے مسیح موعودؑ کے ذکر اور لیکچروں کے تذکرہ کے اور کم ہی سنائی دیتا ہے۔ نیز ہمارے مقابلہ پر جماعت علیشاہ کے بیٹے کے اور مولوی ابراہیم کے لیکچر روزانہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۲ کو بعد از عصر اور قبل از مغرب ہمارا ایک لیکچر دو دروازہ والی مسجد میں ہوا۔ جو کہ شہر کی بڑی مسجد ہے اور اس کے بعد ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک منشی عبد اللہ صاحب احمدی کے مکان کے سامنے چوک میں ہوا۔ اور اسی شب کو ۹ بجے کے بعد دو دروازہ والی مسجد میں مولوی ابراہیم اور جماعت علی کے بیٹے کا لیکچر ہوا اور ۱۳۔ اور ۱۴ کی درمیانی شب کو انکے لیکچروں کے جواب لکھ لئے اسی دو دروازہ والی مسجد میں اشتہار دیکر ہمارا لیکچر ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے مکرمی میر قاسم علی صاحب کی خاص تائید کی کہ آپ نے نہایت عمدگی کے ساتھ تبلیغ بھی پوری کی اس کے جواب بھی دیئے اور خوب دیئے اور ابراہیم وغیرہ کی قلعی بھی خوب کھولی۔

آج ۱۴۔ کو پہلے تو ۸ بجے کے وقت ابراہیم کا برادرزادہ چند آدمیوں کے ساتھ آیا اور ایک رقعہ دیا جو کہ ابراہیم کی طرف سے میرے نام تھا جس میں اس نے لکھا تھا۔ کہ اگر آپ (محمد سرور) ضرور مباحثہ کرنے پر تیار ہیں تو وقت اور مقام مقرر کر کے مجھے اطلاع دیں۔ میں حاضر ہو جاؤنگا۔ اس کا جواب ابھی ہمنے کچھ نہیں دیا۔ احباب موجود نہیں واپس آنے پر مشورہ کر کے انشاء اللہ جواب دینگے۔ مشورہ کے بعد شاید اجازت کے لئے حضور کی خدمت میں آدمی بھیجا جائے یا تار دیا جائے۔ اور اگر یہ خط پہلے پہنچے تو پھر مباحثہ کے متعلق جو حضور کا ارشاد ہو اس سے ضرور ممتاز فرمایا جاوے اور دعائیں ضرور فرما دیں۔ بغیر حضور کی دعاؤں کے ہم کچھ نہیں کام آ سکتے۔ فقط۔

از مکرمی میر قاسم علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ والتماس دعا۔

خلاصہ اطلاعات مختلفہ

لندن سے چوہدری فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ رسالہ کے سبب رچمنڈ میں بعض لوگوں سے واقفیت ہو گئی ہے جو اسلام سے دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ رسالہ کی تقسیم جاری ہے۔ قاضی عبد اللہ صاحب کے پہنچنے پر کام انشاء اللہ بیش از بیش سرگرمی سے ہو سکیگا۔ انگلش چینل اور بحیرہ روم میں ابھی دشمن کی آبدوز کشتیاں موجود ہیں اس لئے اگر انشراح صدر ہو تو قاضی صاحب کو روانگی سے روکدیں۔ شاید یہ کشتیاں خاتمہ جنگ تک رہیں۔ واللہ اعلم۔

فرانس سے ڈاکٹر محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ آخری ہفتہ جولائی کے اخبار الفضل کسی وجہ سے نہیں پہنچے جنکے لئے بہت بے چین ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک ہفتہ کا راشن نہیں ملا۔ رسالہ پیشگوئی ہائے حضرت مسیح موعودؑ انگریزی سے فرنچ میں ترجمہ ہو کر اس کی پچاس کاپیاں بوساطت برادر عبد الرحیم صاحب پہنچ گئی ہیں فالحمد للہ۔ اب اللہ تعالیٰ ان کی مناسب تقسیم کی راہ نکالے۔ تو دو سو اور منگا لونگا۔ نیز ارادہ ہے کہ یہ مضمون کسی طرح یہاں کے اخباروں میں شائع ہو جاوے۔

چاٹگام سے مولوی مبارک علی صاحب اپنی (انگریزی) چٹھی میں لکھتے ہیں۔ کہ عید کی تقریب پر میں نے اپنے بھائیوں کو مدعو کر کے تبلیغ کی۔ ان پر بفضل خدا اچھا اثر ہوا۔ ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی

قبول کرنے پر آمادہ ہے اس کا خط بیعت انشاء اللہ عنقریب حضرت کی خدمت میں پہنچیگا۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنی والدہ و اہلیہ اور ہمشیرہ کیواسطے جو فی الحال میرے ساتھ ہیں درس قرآن کی شکل میں غذائے روحانی کا بھی انتظام کروں۔ و باللہ التوفیق۔ آئندہ درگا پوجا کی تعطیلات میں امید ہے کہ کچھ خدمت دین کر سکونگا۔ انشاء اللہ۔

(بقیہ جنگ) کی جانب حالت بدستور ہے۔ مگر علاقہ ساوٹو میں اسکو کمک پہنچ گئی ہے۔ اور برابر حملے کر رہا ہے مشرقی گلیشیا کے علاقہ تارنوپول میں روسیوں نے دشمن کے (۹۳) افسر اور (۴۲۰۰) جوان گرفتار کئے اس کو پسپا کر دیا اور نقصان عظیم پہنچایا۔ مغربی محاذ میں طرفین سے شدید گولہ باری ہو رہی ہے۔ دشمن کے طیارون نے شامپین پر بم گرائے۔ اور فرنچ ہوائی جہازون نے مقام بریل پر بھاری بم پھینکے۔ دشمن نے مشرقی ساحل پر زیلین تاخت کی کوشش کی اور بم گرائے مگر کوئی نقصان نہوا۔ اطالوی محاذ پر کبرنے توپخانہ کی کاروائی کو بہت کچھ دھیما کر دیا ہے۔

مختلف

جرمنی میں آجکل پر اسرار طور پر آگین لگ رہی ہیں۔ کثیر المقدار ضروریات جلکر خاک سیاہ ہو گئیں۔ برلن میں لاکھون من کوئلہ راکھ ہو گیا ہمبرگ میں ایک چھ منزلہ عمارت غلہ سے بھری ہوئی تباہ ہو گئی **فرانس** کی میزان محاصل اگست میں سال گذشتہ سے ۳ کروڑ روپے زیادہ ہوئی۔ کاروبار تجارت کے محاصل ترقی پر ہیں **دردانیال** میں پچھلے پانچ روز سکون رہا۔ **ترکون** نے شمال کیطرف کئی جگہ شدید گولہ باری کی۔ مگر اپنی خندقون سے باہر نکل سکے۔ **جرمن** ہوائی جہاز مقام اور سوا سے سردیہ و بلغاریہ کے اوپر گذرتے ہوئے برابر قسطنطنیہ جا رہے ہیں۔ ایک طیارہ بلغاریہ میں گرا اور ڈھیر ہو گیا۔ **لکھنؤ میں مزید طوفان باران**۔ برادر مکرم محمد عثمان صاحب خبر دیتے ہیں کہ لکھنؤ میں پچھلی تباہی کے صدمے ابھی تازہ ہی تھے کہ پھر ۱۳۔ ستمبر سے ۱۵۔ ستمبر تک ۱۳ انچ بارش ہوئی۔ حسین آباد وغیرہ چند محلوں میں کشتیاں چلنے لگیں۔ محلے کے محلے ویران پڑے ہیں بہتری عمارات مخلوق سے بھری ہوئی ہیں پہلے طوفان میں ۱۴ ہزار مکانات

درس قرآن شریف

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولوی حکیم نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن شریف کے مکمل تفسیری نوٹ سورہ فاتحہ سے لیکر والناس تک علوم و معارف کا بیبہا ذخیرہ ضخیم چار سو صفحہ تقطیع کلان قیمت چہار روپیہ فی نسخہ ہے۔ ملنے کا پتہ

دفتر الفضل قادیان

شرائط بیعت اور فارم بیعت

عربی۔ انگریزی اور اردو میں چھپ کر دفتر ترقی اسلام میں طیار ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر ترقی اسلام سے طلب فرمادین

شیر علی سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

دوائے مقوی

حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل کی نہایت ہی مجرب ہے۔ جو نزلہ۔ زکام ضعف اعضائے رئیسہ و اختلاج قلب اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے یہ وہی کشتہ مرجان ہے جو کثرت سے فروخت ہو رہا ہے قیمت عہ۔ دو روپیہ فی تولہ ہے۔

المشتہر خاکسار بدرالدین احمدی قادیان

الفضل میں اجرتی اشتہارات

صرف وہی شائع ہو سکتے ہیں جنمیں شرعاً قانوناً و اخلاقاً کوئی پہلو اعتراض کا نہ نکلتا ہو اسلئے مشتہر صاحبان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ شرح اجرت واجبی معتدل ہو گی مگر جو ایکدفعہ طے ہو جائیگی اسمیں کمی بیشی نہیں کیجائیگی مفصل نرخنامہ ذیل کے پتہ سے منگائیں۔ واضح رہے کہ ہمارا اخبار الفضل ایک مسلم قومی آرگن ہے۔ اور اس کا ایک ایک پرچہ کئی کئی شخصوں کی نظر سے گذرتا ہے اسلئے وہ فقدا اچھے کثیر الاشاعت اخبارون کا سا اثر رکھتا ہے

مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

مرہم عیسیٰ

معزز بھائیو!

مرہم عیسیٰ کوئی معمولی مرہم نہیں اس کی نسبت انگریزی یونانی طب کی مستند کتابوں میں پورے وثوق اور کامل تواتر کے ساتھ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دو ہزار برس ہوئے اس کے اجزا کو مقدس ہاتھوں نے الہام الٰہی کی بنا پر ترتیب دی تھی اسی لئے خدا کے فضل سے اس میں وہ تاثیرات موجود ہیں جن سے شفا اور مسیحائی مترادف ہو گئے ہیں یہ مرہم ایسا مبارک معجزہ ثابت ہوا ہے کہ جتنے بیمار اسکو برتتے ہیں سب چنگے ہو جاتے ہیں ہر اک زمانہ کے فاضل طبیبون نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات کو بلا اختلاف تسلیم کیا تم بھی ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم اپنی مسیحائی تاثیرات میں شہرہ آفاق ہے جو ہر قسم کے زخموں پھوڑون۔ پھنسیون۔ ناسورون۔ دمون خنازیر۔ سرطان۔ طاعون۔ گنٹھ گنج۔ خارش بواسیر وغیرہ وغیرہ کیلئے شفا ہے قیمت فی ڈبیہ خورد ۸/ کلان ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک دوا ملنے کا پتہ:

حکیم نذیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ بیرون بھاٹی دروازہ لاہور

الفضل بک ایجنسی

کی معرفت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تصانیف موجودہ اور نیز مندرجہ ذیل رسالے اور کتابیں بذریعہ وی پی مل سکتی ہیں

ظہور مہدی احمدیت کی تمام منقولی و معقولی بحثوں کا لب لباب سلیس عام فہم زبان میں حجم ۲۵۰ صفحے قیمت ...... ۱۲ عہ /

خطبات نور ہر دو حصہ .... ۱۲ عہ /

نشان رحمت .... ۱ /

اسلام تبلیغ سے پھیلا یا بذریعہ شمشیر! .... ۲ /

ضرورت نبی .... ۱ /

معین المبتغین کثیر الحاجت آیات قرآنی مع حوالجات و معانی و استدلال .... ۱ /

مینجر

پیغام حنیف ایک مخلص احمدی کے قلم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ۴۸ صفحے کا رسالہ ہے از فیکہ اپی بغرض تقسیم عہ کے ۲۰ رسالے **محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان**